عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۱۶تا۲۲/جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶تا۲۲/مارچ ۲۰۱۷ء | شمارہ:۱۱

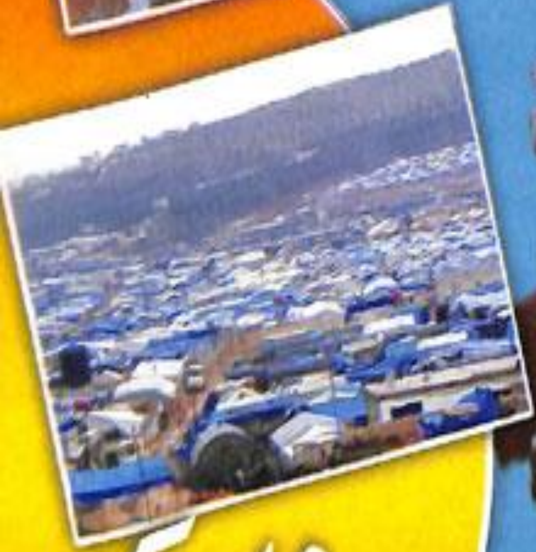

شام کے مسلمانوں کی مدد کیجیے

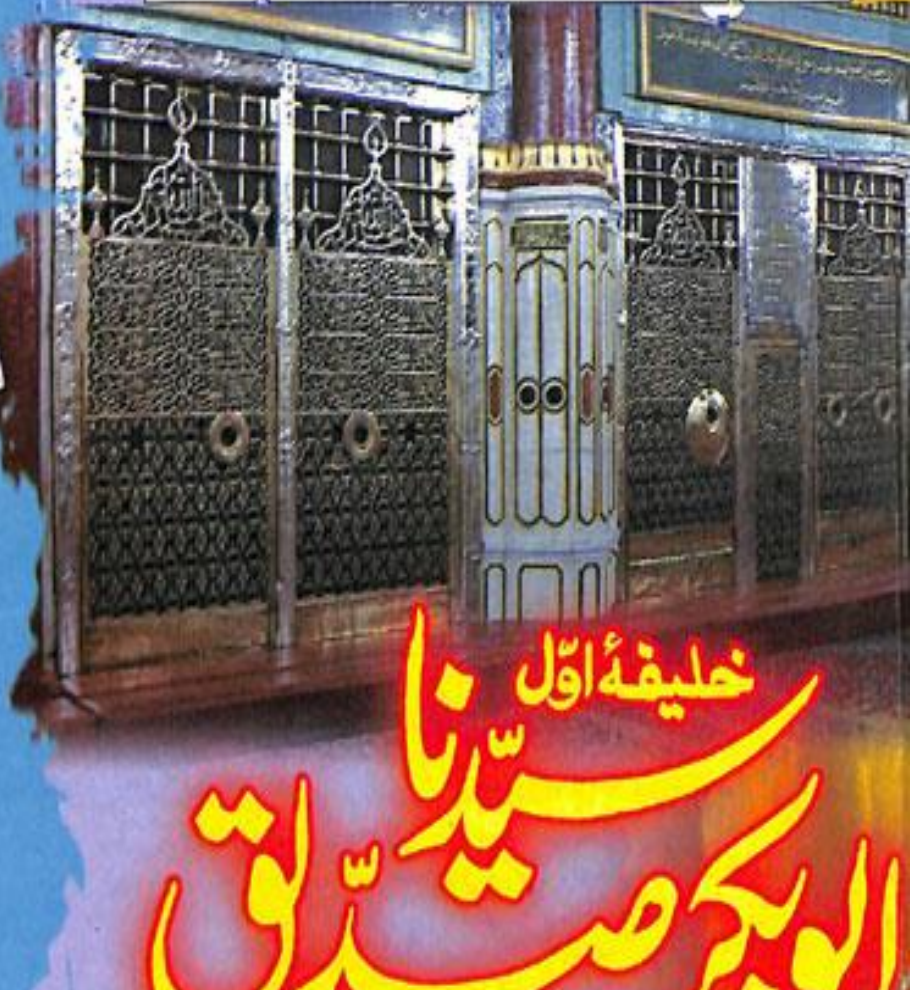

خلیفۂ اوّل سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

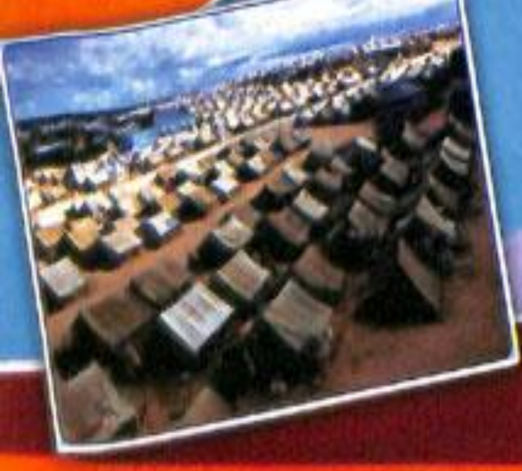

دعوت وتبلیغ اور اصلاح احوال

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قرآنی آیات ایامِ مخصوصہ میں بطور وظیفہ پڑھنا

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ الضحیٰ رزق میں کشادگی کے لئے وظیفہ کے طور پر خواتین اپنے مخصوص ایام میں پڑھ سکتی ہیں؟

ج:...... خواتین کے لئے مخصوص ایام میں چونکہ قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ہے، اس لئے سورۃ الضحیٰ کا بطور وظیفہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ قرآن کریم کی وہ آیات جو دعا کے طور پر پڑھی جاتی ہیں، بس ان کو ہی دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔

فجر کی سنتیں فرض کے بعد پڑھنا؟

س:...... میں فجر کی فرض دو رکعتیں پہلے پڑھ لیا کرتی تھی اور دو سنتیں بعد میں، کئی سالوں تک میں اسی طرح نماز پڑھتی رہی ہوں۔ کیا میری پڑھی ہوئی فجر کی سنتیں ادا ہوگئیں؟

ج:...... فجر کے فرض پڑھ لینے کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نفل یا سنت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کے ذمہ کچھ قضا نمازیں ہوں تو وہ پڑھ سکتے ہیں۔

”طلاق سمجھو!“ کہنے کا حکم

س:...... میرے شوہر نے غصہ میں مجھ سے کہا کہ: ”تم طلاق سمجھو، تم طلاق سمجھو!“ کیا اس طرح کہنے سے طلاق ہوگئی؟ اگر ہوگئی ہے تو کون سی طلاق ہوئی؟

ج:...... ”طلاق سمجھو!“ صریح طلاق کے الفاظ ہیں اور یہ دوبار بولے گئے ہیں، اس لئے اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں ہیں، عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتے ہیں اور عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

مقدس اوراق کی حفاظت کس طرح کی جائے؟

س:...... اخبارات، رسائل، میگزین وغیرہ میں قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے نام لکھتے ہیں جو کہ ردی اخبار کی صورت میں زمین پر پڑے رہتے ہیں، بعض اوقات گندگی میں پڑے ہوتے ہیں، ان کو اٹھانے کو بھی دل بھی نہیں کرتا، بتائیں ایسی صورت کا کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسے مقدس اوراق اور صفحات وغیرہ اگر پڑے ہوئے ملیں تو حتی الامکان ان کو اٹھا کر محفوظ کرلیا جائے اور پھر دریا برد کردیا جائے۔

ضمیر کیا ہوتا ہے؟

س:...... ضمیر کیا ہوتا ہے، کیا کسی بھی معاملے میں ضمیر کا مطمئن ہونا کافی ہوتا ہے جبکہ وہ کام خلاف شریعت ہو؟

ج:...... اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو نیکی اور بدی کو پہچاننے کی قوت دی ہے، اس کو ضمیر کہتے ہیں لیکن انسان اپنی خواہشات میں اندھا ہوجاتا ہے تو یہ ضمیر مردہ ہوجاتا ہے، یہ صحیح اور غلط کی تمیز بھول جاتا ہے۔ اسی لئے کسی شخص کے ضمیر زندہ اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو خلاف شرع کاموں سے نفرت ہو اور اس کو غلط اور بُرا سمجھے اور شریعت پر اس کو پورا پورا اطمینان ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۱۶تا۲۲/جمادی الثانیہ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶تا۲۲/مارچ۲۰۱۷ء — شمارہ:۱۱

اس شمارے میں!

مولانا محمد علی صدیقیؒ کی رحلت	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۷	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
شام کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیجئے	۱۱	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
دعوت وتبلیغ اور اصلاح احوال	۱۴	مولانا شمس الحق ندوی
مدینہ منورہ کی موت اور خوش نصیب لوگ	۱۶	غلام نبی مدنی
تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۵)	۱۸	مولانا محمد حذیفہ وستانوی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۰	ادارہ
چکوال میں ناموس رسالت کنونشن	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی	۲۴	حافظ عبدالغفور
سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد اویس
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ....	۲۶	مولانا محمد رضوان اقبال ڈیروی

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank/Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۶: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا، مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔(عسکری فی المواعظ)

حدیث قدسی ۷: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے، اس گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا پھر جب تک خدا چاہتا ہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے۔

پھر یہ بندہ گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور مغفرت کی درخواست کرتا ہے: اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہوگیا، آپ اس کو معاف کردیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس درخواست کے جواب میں پھر وہی فرماتا ہے: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا اور گناہ پر سزا دیتا ہے؟ میں نے اس بندہ کو معاف کردیا۔ اس معافی کے بعد بندہ کچھ زمانے تک جس کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے گناہ سے بچا رہتا ہی، پھر کچھ عرصہ کے بعد گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور کہتا ہے، اے میرے رب! مجھ سے قصور ہوگیا تو اس کو معاف کردے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرا بندہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کا پروردگار جو گناہ بخش دیتا ہے اور گناہ پر عذاب بھی کرتا ہے؟ میں نے اس بندے کی مغفرت کردی اس کا جو جی چاہے کرے۔(بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ گناہ گار جب تک استغفار اور توبہ کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتا رہتا ہے۔

حدیث قدسی ۸: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: شیطان رجیم نے حضرت حق کی جناب میں عرض کی: مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے جسم میں رہے گی، میں ان کو بہکاتا رہوں گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال اور مجھے اپنے بلند مرتبے کی قسم! جب تک میرے بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے، میں ان کی مغفرت کرتا رہوں گا۔(احمد)

حدیث قدسی ۹: حضرت جندبؓ فرماتے ہیں ارشاد کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: کسی شخص نے قسم کھا کر یوں کہا تھا: خدا کی قسم! فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ایسا کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کروں گا؟ میں نے فلاں شخص کو بخش دیا اور اس قسم کھانے والے کے تمام اعمال میں نے ضائع کردیئے۔(مسلم)

مسجد

۲۴:... اگر مسجد کے دونوں جانبوں میں دروازے ہوں تو ایسی مساجد کو بطور گزرگاہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

۲۵:... مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا بھی منع ہے۔

۲۶:... مسجد کے اندر خرید وفروخت کی چیزوں کو لے جا کر ان کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے۔

۲۷:... مسجد کے اندر باہر کھو جانے والی چیزوں کا اعلان کرنا اور بھیک مانگنا منع ہے، البتہ کسی کی موت کی اطلاع دینا اور دین کے کاموں کے لئے چندہ مانگنا درست ہے۔

۲۸:... اپنی سنتوں اور نوافل کی ادائیگی کے لئے مسجد میں بھی ایسی جگہ متعین کرنی چاہئے کہ دوران نماز کسی دوسرے نمازی کو آنے جانے اور گزرنے میں تکلیف نہ ہو۔ نیز اگلی صف میں کوئی نمازی اپنی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے بالکل پیچھے بھی نماز پڑھنے میں احتیاط کرنی چاہئے تاکہ اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد اس نمازی کو آگے سے گزرنے میں تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۲۹:... ہمارے زمانے میں موبائل فون کا استعمال عام ہے جو تقریباً نمازی وغیر نمازی تمام مسلمانوں کی جیب میں رکھا ہوا ہوتا ہے جس کی گھنٹی کسی بھی وقت بج سکتی ہے اور مسجد میں بعض گھنٹیاں بجنا ہی جیسا کہ گانے وغیرہ کی گھنٹیاں ناجائز اور ممنوع ہیں، البتہ سادی گھنٹیوں کے بجنے کی صورت میں بھی نمازیوں کی توجہ ہٹ جایا کرتی ہے اور دوران نماز زبردست خلل واقع ہوجایا کرتا ہے جو کسی بھی صورت میں مناسب نہیں ہے، لہٰذا مسجد میں داخل ہوتے وقت ہی موبائل رکھنے والوں کو یا تو فون کی گھنٹی بند کرکے اسے وائبریشن پر رکھ دینا چاہئے یا بالکل فون ہی بند کردینا چاہئے، اگر کسی موقع پر یہ احتیاط عمل میں نہ آسکی ہو اور دوران نماز موبائل کی گھنٹی بجنی شروع ہوجائے تو فوراً کوئی بھی ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اس گھنٹی کا بجنا بند کردینا چاہئے، چونکہ یہ بہت معمولی سا عمل ہوتا ہے، اس لئے ایسے کرنے والے کی نماز میں بھی کوئی فساد نہیں آتا اور نمازیوں کی توجہ بھی بٹنے سے بچ جاتی ہے۔

۳۰:... گرمیوں کے موسم میں خصوصاً اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کے جسم اور کپڑوں کے پسینے کی بدبو دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

۳۱:... مسجد میں ایسی چیز کھا کر نہیں آنا چاہئے جس کی وجہ سے گیس ہوجائے یا منہ سے بُو آنے لگے مثلاً مولی، لہسن، پیاز وغیرہ، نیز مسجد میں ایسی کسی بھی بدبودار چیز کا اسپرے بھی نہ کیا جائے۔

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا محمد علی صدیقیؒ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مولانا محمد علی صدیقی ۲۵؍فروری ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ کو کراچی میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد علی صدیقی رحمہ اللہ محترم ڈاکٹر دین محمد فریدی کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ہرنولی ضلع میانوالی میں ۵؍جولائی ۱۹۶۷ء میں ہوئی۔ آپ نے سات جماعتوں تک اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اسکول سے دینی تعلیم کی جانب قدرت نے رخ موڑ دیا۔ آپ کے والد آپ کو خانقاہ سراجیہ میں داخلہ کے لئے لے گئے۔ مولانا محمد علی رحمہ اللہ کا نام پہلے والدین نے شوکت علی تجویز کیا تھا، حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ نے شوکت علی کے بجائے محمد علی نام تجویز کیا اور مدرسہ سراجیہ کندیاں میں آپ کا داخلہ ہوگیا۔ یہاں آپ نے ناظرہ، ابتدائی کتب، صرف، نحو کی ثالثہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان میں قریباً ایک سال پڑھا۔ سال کے آخری تین ماہ حضرت مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کے مدرسہ دارالہدیٰ بھکر میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مشکوٰۃ شریف تک کے درجات بھکل میں مولانا عبدالمجید صاحب کے ہاں کسب فیض کیا۔

حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی کے فاروق آباد کے مدرسہ اسلامیہ میں دورہ حدیث شریف کی تعلیم مکمل کی۔ مولانا محمد علی رحمہ اللہ کا گھرانہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ تھا، آپ بھی شعور کے دور سے ہی مجلس سے وابستہ ہوئے۔ تعلیم کے دوران میں سالانہ تعطیلات مرکزی دفتر جہاں ڈیوٹی لگاتا وہاں گزارتے۔ دورہ حدیث سے فراغت کے بعد باضابطہ مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوئے۔ راولپنڈی، اسلام آباد، کوئٹہ وغیرہ میں خدمات سرانجام دیں۔ عمر کے آخری پندرہ، بیس سال میرپور خاص، بدین، عمرکوٹ، کنری، اسلام کوٹ اندرون سندھ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مولانا محمد علی رحمہ اللہ بہت ہی نظریاتی، جفاکش اور مخلص عالم دین تھے، سراپا مجلس تھے۔ ان کے ذمہ جو کام تفویض ہوتا، وہ آپ ہمہ تن سرانجام دیتے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں بھرپور کردار ادا کیا، جماعت کے تمام کاموں میں پیش پیش رہے۔ آپ ہر دلعزیز آدمی تھے، خوب فرحاں طبیعت پائی تھی، ہر وقت سدابہار رہتے تھے، جس مجلس میں ہوتے اسے سدابہار بنادیتے۔ خانقاہ سراجیہ سے بیعت کا تعلق تھا جو ایمان وعقیدہ کی طرح آخر تک غیر متزلزل رہا۔

مجلس کے تمام بزرگوں کی دل وجان سے اطاعت کی۔ ویسے آپ کی یہ بھی نمایاں خوبی تھی کہ جہاں جاتے ساتھیوں میں گھل مل جاتے، ساتھیوں کی خوشی غمی میں برابر شریک ہوتے، اس خوبی نے جماعتی دوستوں کے دلوں میں آپ کے لئے بے پناہ محبت کے جذبات پیدا کردیے تھے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ پر کرم کا معاملہ کیا، آپ حج کے لئے تشریف لے گئے، اس سفر میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا بھی ساتھ حاصل تھا۔ جماعتی نظم کی مقدور بھر پابندی کرتے تھے، غرض خالصتاً جماعتی مزاج تھا۔

جب سے چناب نگر ختم نبوت کانفرنس شروع ہوئی، آپ برابر اس میں شریک وسہیم رہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے بجلی واسپیکر کا نظم آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔ اپنے حلقے سے پندرہ بیس دن پہلے تشریف لاتے، چناب نگر کے قرب وجوار کا تبلیغی ودعوتی دورہ کرتے، کانفرنس شروع ہونے سے تین چار روز پہلے چناب نگر آجاتے، اپنے ذمہ کام کی دن رات نگرانی کرتے، کانفرنس کی درمیانی رات تو پوری جاگ کر گزارنا آپ کے معمولات کا حصہ تھا، جمعرات کی صبح درس سے اگلے روز عصر کی اختتامی دعا تک ہمہ جہت مستعدی کے ساتھ اپنا کام سمجھ کر اس کو سرانجام دینا آپ کی وہ خوبی ہے جو بھلانے سے بھی نہ بھلائی جاسکے گی۔ پورے ملک کے جماعتی حلقے سے تعارف تھا، اس لئے کانفرنس پر تشریف لانے والے تمام مہمانوں کے لئے راحت کا سامان بہم پہنچاتے۔ واقعی آپ کے وصال سے بہت خلا پیدا ہوگیا ہے!

آج سے قریباً دو ماہ قبل فقیر کا کراچی جانا ہوا، منظور کالونی کی کانفرنس میں آپ کے والد ڈاکٹر دین محمد فریدی نے ملاقات پر بتایا کہ محمد علی کی صحت گر رہی ہے، ایک ماہ آرام کے لئے گھر پر گزارنے کی خاطر چھٹی دے دیں۔ اگلے روز میرپور خاص جانا تھا، مولانا محمد علی رحمہ اللہ داعی تھے، ان سے ملاقات ہوئی، صحت کا معلوم کیا تو بتایا کہ پہلے کی نسبت اب ٹھیک ہوں، علاج چل رہا ہے، افاقہ ہے۔ ملتان میٹنگ تھی، اس کے بعد مہینہ تک گھر رہے، پھر حلقہ میں ڈیوٹی پر چلے گئے، ہفتہ عشرہ کام کیا تو صحت گرنے لگی۔ کراچی

آ گئے، علاج شروع ہوا، کئی ٹیسٹ ہوئے، سب کا نتیجہ مثبت بتایا گیا۔ وفات سے کچھ گھنٹے قبل طبیعت بگڑی تو ہسپتال کے انتہائی نگہداشت میں منتقل ہوئے، پھر مصنوعی سانس کی، مشین بھی لگائی گئی، علاج بھی جاری رہا اور زندگی کا سفر بھی جاری رہا، زندگی کا سفر اختتام کو پہنچا تو علاج سے بھی چھٹی ہوگئی۔

آپ کی میت دفتر کراچی لائی گئی۔ اگلے روز جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے جنازہ پڑھایا۔ کراچی واندرون سندھ کے رفقاء نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اسی روز جہاز کے ذریعے آپ کا جنازہ لاہور لایا گیا، لاہور ایئرپورٹ سے ایمبولنس کے ذریعہ بھکر لایا گیا، اگلے روز ۲۷؍فروری ۲۰۱۷ء کو دس بجے بھکر میں مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب کی اقتدا میں جنازہ ہوا۔ یوں قبل از ظہر آخری جائے آرام میں سو گئے۔ اللہ آپ کی بال بال مغفرت فرمائیں، ان کی سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائیں اور جنت کا مقام رفیع انہیں نصیب ہو۔ آمین!

حاجی کلیم اللہ شہیدؒ کی شہادت

۱۹؍فروری ۲۰۱۷ء بروز اتوار شام ۳ بجے چارسدہ اپنے گھر کی دہلیز پر جناب حاجی کلیم اللہ شہید کردیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

محترم جناب حاجی کلیم اللہ شہیدؒ اپنے گھر پر تھے۔ مین گیٹ پر دستک ہوئی۔ مرحوم کا دس سالہ بیٹا دروازہ پر گیا تو دو موٹر سائیکل سواروں نے بیٹے کو کہا کہ اپنے ابو کو بلاؤ۔ بیٹے نے جاکر والد صاحب سے عرض کیا کہ اس طرح دروازہ پر دو آدمی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حاجی صاحب دروازہ پر گئے۔ علیک سلیک ہوئی۔ اسکوٹر سواروں نے کہا کہ پہلے پانی پلاؤ۔ حاجی صاحب نے بیٹے سے کہا: پانی لاؤ۔ ان دونوں کو پانی پلایا۔ پانی پینے کے بعد انہوں نے حاجی کلیم اللہ شہیدؒ پر فائر کیا اور حضرت حاجی صاحب معصوم بیٹے کے سامنے اپنے گھر کی دہلیز پر ظلم کا نشانہ بن کر جاں بحق ہوگئے۔

حاجی مرحوم کی عمر بمشکل ۳۸ سال ہوگی۔ رعنا جواں سال، کڑیل قد کا گھبرو صحت مند اور توانا خوبصورت، ہنس مکھ، دلآویز مسکراہٹوں کے ساتھ ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ بعض لوگ دنیا میں صرف جنت کمانے کے لئے آتے ہیں۔ برادرم کلیم اللہ شہیدؒ کا وجود بھی انہیں لوگوں میں سے تھا۔ اپنے حلقہ احباب و برادری و جماعتی زندگی میں کوئی ایسا خیر کا کام نہیں ہوتا تھا جس میں حاجی کلیم اللہ مرحوم حصہ نہ لیتے ہوں۔ اس وقت وہ چارسدہ میں اپنی یونین کونسل کے جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔

مرحوم خود عالم دین نہ تھے، لیکن علماء کرام کی صحبت کی ہر دم حاضر باش شخصیت تھے۔ چہرہ پر سنت رسول سے ایسی نورانی کیفیت تھی کہ پہلی بار ملنے والا شخص پہلی نظر دیکھتے ہی آپ کو عالم دین تصور کرتا۔ علماء حق کی سنگت نے آپ کو سراپا دین کا عامل بنادیا تھا۔ ابھی چند ماہ ہوئے عمرہ کرکے تشریف لائے۔ حق تعالیٰ جناب مرحوم کی تربت پر اپنی مغفرت کی سدا موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔ ان کے جانے سے ان کے پورے حلقہ احباب و برادری اور اور رشتہ داروں میں ویرانی نے ڈیرے لگادیے ہیں۔ چہار سو اداسی چھا گئی ہے۔ مرحوم کیا گئے کہ بہت سارے ضروری امور یکدم متاثر ہوگئے۔ آپ کی شہادت نے تمام حلقہ پر سکتہ کا عالم طاری کردیا۔ مرحوم ایسے کریم النفس تھے کہ بظاہر برادری، حلقہ احباب، حلقہ کاروبار میں کسی سے رنجش نہ تھی۔ نہ کوئی خاندانی پرانی مخاصمت کا سوال تھا۔ اچانک غیر متوقع طور پر یہ حادثہ ہوا اور چہار جانب کئی سوالات پیدا کرگیا۔ جمعیت علماء اسلام سے مرحوم کی دلی والہانہ وجذباتی وابستگی، قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن سے مخلصانہ و نیازمندانہ محبت ومودت کا تعلق مثالی تھا۔

شہادت سے چند دن پہلے دوستوں سے کہا کہ افسوس میں عالم دین نہ بن سکا۔ اللہ کریم نے ان کی یہ حسرت یوں پوری فرمادی کی آپ کی شہادت پر الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا نے اپنی خبروں میں ان کو مولانا کلیم اللہ قرار دیا۔ کوئی بعید نہیں کہ علماء سے محبت اور ان کے نیک اعمال کے باعث اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں زمرۂ علماء میں شمار فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

برادر کلیم اللہ شہیدؒ محبتوں کا مجموعہ تھے۔ سراپا محبت تھے۔ ہر ایک سے وہ محبت سے پیش آئے۔ گئے تو سب کو غمزدہ کرگئے۔ ان کی جدائی کا سناٹا چھا گیا۔ ان کی اس حادثاتی جدائی کا صدمہ اس وقت زیادہ گہرا ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے معصوم بیٹے کے سامنے شہید ہوئے۔ اس سے اس پھول کی اس نرم و نازک پتی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے یہ صدمہ بہت ہی شدت کا احساس دلاتا ہے۔

جمعیت علماء اسلام چارسدہ کے ممتاز رہنما جناب حاجی عبدالرحمٰن اور حاجی کلیم اللہ مرحوم کی جوڑی تھی جن کا ہر موڑ پر ساتھ رہا۔ اب آپ وہاں چلے گئے جہاں ہم سب نے جانا ہے۔ جبکہ وہاں سے کسی نے ادھر نہیں آنا۔ حق تعالیٰ ان کی تربت کو سراپا مغفرت ونور بنائے۔ آمین!

اس وقت ملک میں افراتفری ہے۔ بدامنی کا عفریت بوتل سے باہر آ گیا ہے۔ ہر صوبہ میں دھماکے ہو رہے ہیں۔ ہر پاکستانی کا دل کانپ رہا ہے۔ مرحوم کے قاتلوں کو پولیس تلاش کرپاتی ہے یا روایتی طور پر اسے بھی سردخانہ کی نذر کردیا جاتا ہے، یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ تاہم پولیس والوں کے ذمہ داران اس وقت تک تو ملزمان کو ڈھونڈھ لانے میں کامیابی کے قریب پہنچنے کے دعوے کررہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو تو کچھ درد کا مداوا ہوجائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

خلیفۂ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مردوں میں سب سے پہلے جس خوش نصیب ہستی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہہ کر آپ کی پیش کردہ اسلام کی دعوت کو قبول کر کے مشرف بہ اسلام ہونے کا شرف حاصل کیا' وہ یار غار و مزار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہستی ہے۔

آپ کا اصل نام عبداللہ' لقب صدیق و عتیق اور کنیت ابوبکر ہے' آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ' والدہ کا نام سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور کنیت ام الخیر ہے' آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے' عمر کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ تقریباً ڈھائی سال چھوٹے تھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ بڑے نرم دل اور بردبار تھے' خود بھی صحابی' والدین بھی صحابی اور اولاد بھی صحابی اور اولاد کی اولاد بھی صحابی ہونے کا اعزاز بھی آپؓ کو حاصل ہے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے اچھے اور دوستانہ مراسم تھے۔ قبول اسلام کے بعد تو یہ مراسم اتنے بڑھے کہ صدیقہ کائنات' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آپ سفر سے واپس مکہ تشریف لائے تو مکہ کے سرداروں سے ملاقات ہوئی' دوران گفتگو یہ نئی بات معلوم ہوئی' سرداران مکہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بتایا کہ ابوطالب کے یتیم بھتیجے آپ کے دوست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبرؓ کا دل بے قرار ہو گیا' محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے فوراً تیار ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سب سے پہلا سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق کیا' جواب سنتے ہی فوراً اسی مجلس میں بلا چوں و چرا گردن جھکا دی' کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ اسلام قبول کرنے کے بعد دن رات تبلیغ اسلام اور خدمت اسلام میں مصروف ہو گئے۔ کاروبار' جان و مال' عزت و آبرو' مال و زر' سارا گھر' اہل و عیال' ساری زندگی کا سرمایہ خدمت اسلام اور خدمت نبی آخر الزماںؐ پر قربان کر دیا۔ جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس مال تجارت میں پھیلی ہوئی رقم کے علاوہ چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے' وہ سب کے سب آپ نے اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربان کر دیئے۔

تمام تکالیف اور مصائب میں' سفر و حضر میں' احد و بدر میں' غار و مزار میں' جاں نثاری و غمخواری میں زندگی ساری میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق و غمخوار و وفادار اور نبوت کا شاہکار نظر آتے ہیں:

نبوت کا غم خوار صدیق اکبرؓ
رفیق و وفادار صدیق اکبرؓ
نبوت ہے قدرت کا شاہکار بے شک
نبوت کا شاہکار صدیق اکبرؓ

حج کے ایام میں مختلف اطراف سے آئے ہوئے لوگوں کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دیتے تو سیدنا صدیق اکبرؓ آپؐ کے ساتھ ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا تعارف ایسے بہترین انداز میں لوگوں سے کراتے جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد اسلام کی تعلیمات عالیہ سے روشناس ہوتے اور سینکڑوں افراد اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کرتے' جن میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں' جو آفتاب نبوت کی شعاؤں سے فیضیاب ہو کر آسمان ہدایت کے درخشندہ و تابندہ ستارے بنے' قریش کے ذی اثر گھرانوں کے چشم و چراغ بھی آپ کی تبلیغ کی بدولت دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے' اس کے علاوہ حضرت بلالؓ جیسے کمزور اور جرم بے گناہی میں کفار مکہ کے مظالم کی چکی میں پسنے والے متعدد افراد کو آپ نے خرید کر کفار مکہ کے طوق غلامی سے ہمیشہ کے لئے نجات دلائی۔ اسی ایثار اور خدمت اسلام کے پیش نظر ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ دوستی اور مالی قربانی کے سلسلہ میں میرے اوپر سب لوگوں سے زیادہ

احسان ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔

مسجد نبویؐ کی زمین جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی تمام رقم ابوبکر صدیقؓ نے ادا فرمائی۔ سفر ہجرت کے موقع پر آپؓ کے گھر میں تقریباً پانچ ہزار درہم نقد موجود تھے' وہ تمام رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات سفر کے لئے ابوبکر صدیقؓ نے ساتھ لے لی اور ایک پیسہ بھی گھر میں نہ چھوڑا' اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے چندہ کی اپیل فرمائی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے تو سارا گھر پیش کر دیا:

بہر اسلام ہر ایک نے بے دھڑک مال و زر دیا
کسی نے ثلث لا دیا تو کسی نے نصف گھر دیا
اور عائشہؓ کے باپؓ نے دیا تو اس قدر دیا
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کر دے دیا

سیدنا صدیق اکبرؓ تمام معاملات میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور مشیر خاص نظر آتے ہیں' اگرچہ حیثیتیں مختلف رہیں' مثلاً میدان کارزار میں وہ جانباز سپاہی' مشورہ کے وقت وہ اعلیٰ قسم کے مشیر با تدبیر' نامساعد حالات میں وہ پتھر کی چٹان سے زیادہ مضبوط نظر آتے ہیں اور سازگار حالات میں ان سے زیادہ رحیم و کریم' عابدان نصف شب میں ان سے زیادہ کوئی عابد و زاہد اور شب زندہ دار نظر نہیں آتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں سب سے زیادہ بہادر تھے' غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا شرف بھی آپؓ کو حاصل ہوا' غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والوں میں آپؓ پیش پیش تھے۔ صدیق اکبرؓ نے تمام غزوات میں اپنی دلیری و جرأت و بہادری اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔

الغرض جس حیثیت سے بھی دیکھیں سیدنا صدیق اکبرؓ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو سارے ہی آسمان ہدایت کے درخشندہ و تابندہ ستارے ہیں' مگر خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کی بات ہی کچھ اور ہے۔ ان کا ایمان باکمال' صحابیت بے نظیر و بے مثال' ان کی خلافت کا زمانہ اگرچہ دو سال اور چند ماہ ہے' مگر فتوحات سے مالا مال ہے' ان کا عشق رسولؐ لازوال ہے' ثانی اثنین ان کا آسمانی خطاب ہے' ان کا ہر ایک کارنامہ بے مثل و لاجواب ہے' خصوصاً سفر ہجرت کے موقع پر صدیق اکبرؓ نے بے مثال قربانی پیش کر کے عشق و محبت کی جو لازوال داستان رقم کی ہے' رہتی دنیا تک امت محمدیہ انہیں اس وفاداری و جاں نثاری پر خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی اور قرآن مجید نے بڑے اہتمام سے واقعہ ہجرت کا تذکرہ کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک روز خلاف معمول دوپہر کے وقت تیز دھوپ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر پر چادر ڈالے ہوئے صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لائے۔ صدیق اکبرؓ نے والہانہ استقبال کیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! ہجرت کی اجازت آگئی ہے' یہ سن کر صدیق اکبرؓ نے بے ساختہ سوال کیا: یا رسول اللہ! میری رفاقت؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: رفاقت کی بھی اجازت آگئی ہے' یہ سن کر صدیق اکبرؓ فرط مسرت سے رونے لگے' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس روز یہ دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ آدمی خوشی میں بھی روتا ہے۔ اسی وقت صدیق اکبرؓ نے تیاری کر کے آپ کی رفاقت میں سفر ہجرت کیا' اسی رفاقت اور عظیم الشان سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے کلام الٰہی قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔

''ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ.....'' (التوبہ)

آیت مذکورہ میں مثالی ایمان اور محبت لازوال کی طرح صدیق اکبرؓ کی بے مثال صحابیت کا تذکرہ بھی موجود ہے' اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ واحد خوش بخت و خوش نصیب صحابی ہیں جن کی صحابیت کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے اور آپؓ کی صحابیت کا منکر در اصل قرآن کریم کا منکر شمار ہوگا اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ صحابیت ان کی چار نسلوں میں چلی' خود صحابی' والد صحابی' بیٹا صحابی' پوتا صحابی اور یہ وہ شرف ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی کو حاصل نہ ہو سکا۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ مقام ان کو فنا فی الرسول کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہونے کے سبب ملا کہ انہوں نے اپنی ذات و جذبات' خیالات و نظریات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں گم کر دیا تھا۔ صدیق اکبرؓ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اس بات کا گواہ ہے کہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق اور فنا ہو چکے تھے:

پروانے کو چراغ ہے' بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے، خدا کا رسول بس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ نے خلافت جیسا غیر معمولی منصب سنبھالا تو چاروں طرف سے اسلام کے خلاف فتنے سر اٹھاتے نظر آئے' نو مسلم قبائل اسلام سے برگشتہ ہو کر مسلمانوں کے مخالف ہو گئے' منکرین زکوٰۃ کا فتنہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار

کھڑا تھا، منکرین ختم نبوت طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث اور مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بغاوت کرکے اسلام کے خلاف ایک مضبوط محاذ کھول دیا تھا۔ ان پریشان کن حالات میں خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور خداداد صلاحیت، جرأت وہمت، عزم واستقلال اور اپنی روشن فکر سے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ اسلام کی پیشانی کا نور ہیں۔

پھر ایرانی اور رومی شہنشاہیت کا تختہ الٹنے کے لئے (جن کے مظالم سے دنیا کراہ رہی تھی) سب سے پہلے صدیق اکبرؓ نے جہاد کا علم بلند کیا، اور لشکر اسامہؓ کی روانگی کے حق میں آپؓ نے دوٹوک موقف اختیار کرتے ہوئے جو الفاظ ادا فرمائے ہیں وہ ان کے عشق رسولؐ اور ان کی جرأت و بہادری اور درست موقف پر ڈٹ جانے پر گواہ ہیں:

"واللہ! اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ لشکر اسامہؓ کی روانگی کے باعث مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑے گا یا مجھے زمین نگل جائے گی تب بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے اسے ہر حال میں پورا کرکے رہوں گا۔ میں اس جھنڈے کو ہرگز نہیں کھول سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے باندھا ہو اور نہ ہی اس لشکر کو روک سکتا ہوں جسے آپؐ نے خود روانہ فرمایا ہو۔"

چنانچہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپؓ نے سب سے پہلا حکم لشکر اسامہؓ کی روانگی کے بارے میں صادر فرمایا اور خود تشریف لے جاکر ہدایات دے کر اس لشکر کو روانہ فرمایا۔ اس لشکر کی روانگی سے اطراف مدینہ ہی میں نہیں بلکہ روم تک اس اسلامی لشکر اور اسلامی حکومت کی دھاک بیٹھ گئی اور ارتدادی قوتیں مسلمانوں سے خوفزدہ ہوگئیں، چنانچہ لشکر اسامہؓ چالیس روز کے بعد فتح وکامرانی کے جھنڈے گاڑتا ہوا واپس آگیا۔ شام کا یہ حملہ اسلام کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوا، منافقین اور مرتدین کے دلوں میں لشکر اسلام کی قوت کا رعب بیٹھ گیا، اس طرح سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس اقدام نے اسلام دشمن طاقتوں کے حوصلے پست کردیئے۔

دور صدیقی میں فتنہ ارتداد تین طریقوں سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف حملہ آور ہوا: ایک گروہ جھوٹے مدعیان نبوت کے گرد جمع ہوکر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوا، دوسرے گروہ نے زکوٰۃ اور اسلام کے بعض دیگر احکامات کا انکار کرکے اسلام سے بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور تیسرے گروہ نے اسلام سے منحرف ہوکر اپنے سابقہ مذہب کو اختیار کرکے اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ صدیق اکبرؓ نے ان تینوں گروہوں کے خلاف بیک وقت اعلان جہاد فرماکر تھوڑی سی مدت میں ان تمام فتنوں کو پیوند خاک کیا اور تمام بغاوتیں کچل کر دوبارہ ان علاقوں پر پرچم اسلام بلند کرکے نظام اسلام کا نفاذ کیا۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی اور اس سنگین فتنہ کی سرکوبی کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرماکر جرنیل اسلام سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت باسعادت میں ایک عظیم الشان لشکر ترتیب دے کر منکرین ختم نبوت کے سرغنہ مسیلمہ کذاب سے نمٹنے کے لئے یمامہ کی طرف روانہ فرمایا اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر آپؓ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس لشکر میں شمولیت کی ترغیب دی، جس کے نتیجہ میں اصحاب بدر، مفسرین، محدثین، حفاظ اور قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے خصوصی طور پر اس لشکر میں شمولیت کی سعادت حاصل کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہوا، خلیفہ اول نے اس لشکر کے لئے خصوصی مشاورت بھی فرمائی اور فوجی افسران کو خصوصی ہدایات سے بھی نوازا، لشکر اسامہ کے بعد یہ دوسرا لشکر تھا جسے بڑی اہمیت کے ساتھ خلیفہ اول نے روانہ فرمایا، پہلے لشکر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا معاملہ تھا، اور اس دوسرے لشکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا معاملہ تھا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع کے ساتھ آپؓ نے اس جہاد کا اعلان فرمایا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس معرکے میں مسیلمہ کذاب سمیت تیس ہزار مسیلمی، لشکر اسلام کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے اور باقیوں نے توبہ کرکے از سر نو اسلام قبول کیا جبکہ لشکر اسلام میں سے تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے جام شہادت نوش فرمایا، جن میں سات سو قرآن مجید کے حفاظ اور قراء تھے جبکہ ستر (۷۰) بدری صحابہؓ تھے، اتنی بڑی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے قربانی پیش کرکے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو مسلمانوں پر واضح کردیا اور صدیق اکبرؓ کے اس فیصلے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے، خلیفہ اول کی یہ سنت ہر دور میں مسلمانوں کے لئے مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلے میں ایک حکم کا درجہ رکھتی ہے، اس طرح صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی چند ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا حق کرتے ہوئے اسلام کے خلاف ہونے والی ہر سازش

کو پیوند خاک کرکے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا بلند کیا۔

خلیفہ اول نے نہ صرف ان فتنوں کو خاک میں ملایا بلکہ دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے اسلامی حکومت کو استحکام بخش کر اسلامی فتوحات کا وہ سلسلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں شروع ہوگیا تھا‘ دوبارہ جاری فرمادیا۔ چنانچہ دور صدیقی میں فتوحات کا وہ طویل سلسلہ شروع ہوگیا جو بعد میں آنے والے ادوار میں پوری دنیا میں اسلامی پرچم کی بلندی کا باعث بنا‘ اس اعتبار سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی کہ اس امت کے سب سے بڑے محسن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہے زمانہ معترف صدیقؓ تیری شان کا
صدق کا‘ اخلاص کا‘ ایمان کا‘ ایقان کا
تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب میں اور شام میں
مٹ گیا نام ارتداد و کفر کے طغیان کا‘ شیطان کا
انبیاء کے بعد رتبہ ہے تیرا سب سے بلند
مقتدا ہے تو علیؓ کا ابو ذر و سلمانؓ کا

۷/ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو حضرت ابوبکر صدیقؓ مرض بخار میں مبتلا ہوکر بیمار ہوئے‘ تقریباً پندرہ دن تک مسلسل بخار رہا‘ انتقال کے روز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن رحلت فرمائی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: دوشنبہ کے دن‘ پھر دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا گیا: دوشنبہ‘ فرمانے لگے: مجھے امید ہے کہ میری وفات بھی آج ہوگی۔

دو برس‘ تین ماہ اور نو دن تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہ کر تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲/ جمادی الثانی بروز دوشنبہ ۱۳ ہجری کو آپؓ اس دار فانی سے رخصت ہوکر دار بقا یعنی آخرت کی طرف روانہ ہوئے۔ خلیفہ ثانی‘ مراد پیغمبرؐ داماد حیدرؓ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ اطہر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے یعنی اس جگہ جو رشک جنت کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس بنوں

بنوں.... (مولانا عبدالحسیب ہنجل) مورخہ 27\2\2017ء بروز سوموار بمقام جامع مسجد حافظ جی بنوں سٹی چھٹی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بنوں منعقد ہوئی، جس کے مہمانان خصوصی صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ، شیر سرحد خطیب بے بدل حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین صاحب پوپلزئی، حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب، مولانا مفتی محمد زکریا خالد، مولانا محمد قاسم گکھڑ، چچا حاجی عنایت اللہ پشاور، مولانا محمد علی کوہاٹ تھے۔ کانفرنس کے دونوں نشستوں کی صدارت ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلعی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ الحدیث مولانا شمس الحق حقانی، مولانا مفتی عبدالغنی اشرفی نے انجام دیے جبکہ اسٹیج انتظامات ناظم ضلعی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالحسیب ہنجل، مولانا محمد سلمان قاری نے کیے۔ کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز مولانا قاری ظاہر اللہ نے تلاوت کلام پاک سے کیا، ہزاروں شرکائے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ قادیانی، مرزائی ملک وملت دونوں کے غدار ہیں اس ملک کی بدامنی میں قادیانیوں ،مرزائیوں کا ہاتھ ہے رمضان المبارک میں سندھ کے علاقے میں قادیانیوں کے گھروں سے اسلحہ اور بم برآمد ہوئے، ان بموں اور بارود کو وہ عید کے دن بلاسٹ کرنا چاہتے تھے جس کا قادیانیوں نے خود اقرار کیا یہی وجہ ہے کہ آج اہل یورپ کی سرپرستی ان لوگوں کو حاصل ہے حال ہی میں ان لوگوں کا ایک وفد اسرائیل جو کہ اسلام اور اہل اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے گیا تھا، صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام خاتم المرسلین کی سنت ہے اور اس کام میں لگ جانا گویا لشکر صدیقی میں شامل ہونا ہے، عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے جس کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے سو آیتیں نازل فرماکر بیان فرمائی ہے۔ کانفرنس سے بیان کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ اس ملک کی تمام دینی ومذہبی جماعتوں نے ۷/ ستمبر 1974ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر یکجہتی کا اظہار کرکے آرٹیکل 295-C کے تحت اسمبلی میں قادیانیوں ،مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلایا، اب حال یہ ہے کہ قادیانی اور قادیانی نواز لوگ اس آئین کو ختم کرنے کے درپے ہیں، لیکن انشاء اللہ العزیز کوئی بھی اس قانون کو ختم یا تبدیل نہیں کرسکتا۔ دوسری نشست سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمارے اسلاف نے بہت قربانیاں پیش کی ہے، اسی عقیدہ کے تحفظ کے لئے وہ پس دیوار زنداں دھکیل دیے گئے، کال کوٹھریوں میں بند کردیے گئے، ان تمام تکالیف کو انہوں نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن ناموس رسالت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیا۔ مہمانان خصوصی کے علاوہ مولانا قاری امام محمد یوسف نقشبندی، مولانا مفتی شہید نواز وغیرہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے اختتام سے پہلے تمام مرکزی قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بنوں کے علماء و مشائخ کی موجودگی میں ضلعی امارت کی دستار فضیلت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کے سر پہ رکھی۔ آخر میں کانفرنس کی قراردادیں قانونی مشیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں جناب سید ظہیر الدین ایڈووکیٹ نے پیش کیں اور اس کے بعد 22 حفاظ کرام کی دستار بندی کی تقریب ہوئی۔ کانفرنس کی اختتامی دعا مولانا محمد زکریا خالد صاحبزادہ مولانا عبدالغفور صاحب ٹیکسلا نے فرمائی۔

شام کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیجئے!

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

ملک شام کے مسلمانوں پر جو قیامت گزری وہ ایک المناک اور دردناک داستان ہے جس کے نتیجہ میں بے شمار مسلمان شہید ہوگئے، ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوگئے اور کئی لوگ زخمی ہوگئے ہیں، ان کے گھر تباہ ہوگئے اور ایک کروڑ سے زیادہ مسلمان بے گھر ہوگئے، کتنے لوگ ہیں جو کل تک مال دار تھے آج فقیر ہوگئے اور ترکی وغیرہ میں خیموں اور کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اس صورت حال میں ہر مسلمان کو ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہئے اور عالم کے مسلمانوں کو حسب استطاعت ان کی مدد کرنی چاہئے، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''انما المؤمنون إخوة.''

(الحجرات:۱۰)

ترجمہ:''مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی۔'' (صحیح مسلم)

ترجمہ:''باہمی محبت اور رحم وشفقت میں تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، جب انسان کے کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے جسم کے تمام اعضاء بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔''

تشریح: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اور ایک جسم کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ جسم کے ایک حصے میں اگر درد ہو تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے اور اس درد کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جو کچھ اختیار میں ہوتا ہے وہ کرتا ہے، یہی حالت ہماری اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں ہونی چاہئے کیونکہ ساری دنیا کے مسلمان بھائی بھائی ہیں، دنیا کے کسی حصے میں، کسی کونے میں مسلمانوں پر کوئی تکلیف آئے تو یوں سمجھیں کہ گویا ہم پر تکلیف آگئی ہے، ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہئے، ایسے موقع پر مسلمانوں کی تکلیف کا احساس ہونا اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا یہ ہمارے ایمان کے زندہ ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا موجودہ وقت میں ملک شام کے مسلمان جس تکلیف اور مصیبت سے گزر رہے ہیں اس میں ہمیں دو کام خاص طور پر کرنے چاہئیں:

> اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت مبارکہ ہے کہ وہ مسلمان کی دعا قبول کرتے ہیں، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو یا نہ ہو اور حدیث کی رو سے ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا خاص طور پر جلدی قبول ہوتی ہے، اس لئے ہمیں اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے خوب دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے شر سے اور ہر قسم کے فتنہ سے اُن کی اور ہم سب کی حفاظت فرمائے

پہلا کام... مظلوم مسلمانوں کے حق میں دعا:

ہر مسلمان کو شامی مظلوم مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور انہیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں، جو کچھ ہو رہا ہے ان کی مرضی اور حکم سے ہو رہا ہے، وہ حالات بدلنے پر قادر ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، یہ عمل بہت ہی مفید ہے، کیونکہ دعا کسی بھی صورت میں ضائع نہیں ہوتی، بشرط یہ کہ آداب اور شرائط کی رعایت کے ساتھ کی جائے اور یہ عمل بہت آسان بھی ہے، ہر عام وخاص، امیر وغریب کرسکتا ہے اور آسان ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی اونچا عمل ہے اور حدیث شریف میں دعا کو مومن کا ہتھیار اور ہر مصیبت اور ہر مشکل سے نجات دینے والی عبادت فرمایا گیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

دعا کی اہمیت کے بارے میں احادیث مبارکہ:

۱:... حدیث:''الا ادلکم علی ماینجیکم من عدوکم ویدر لکم

ارزاقکم؟ تدعون اللہ فی لیلکم ونہارکم فان الدعا سلاح المؤمن۔‘‘ (مسند ابی یعلیٰ:۳/۳۴۶)

ترجمہ: ’’سنو! کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے، وہ عمل یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دن رات دعا کیا کرو، کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔‘‘

۲:...حدیث: ’’وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الدعا ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح:۶/۲)

ترجمہ: ’’دعا ان حوادث ومصائب میں بھی کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے جو نازل ہوچکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، لہٰذا اے اللہ کے بندو! دعا کا اہتمام کیا کرو۔‘‘

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت مبارکہ ہے کہ وہ مسلمان کی دعا قبول کرتے ہیں، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو یا نہ ہو اور حدیث کی رو سے ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا خاص طور پر جلدی قبول ہوتی ہے، اس لئے ہمیں اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے خوب دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے شر سے اور ہر قسم کے فتنہ سے اُن کی اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

دوسرا کام... اپنی مالی حیثیت کے مطابق مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا:

دوسرا کام جو ہمیں کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اپنی حیثیت کے مطابق ان متاثرین کی مدد کرنی چاہئے، اس وقت وہ بیچارے بے کسی کے عالم میں ہیں اور محتاج ہیں، انہیں مدد کی ضرورت ہے اور کسی ضرورت مند مسلمان کی مدد کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور اگر اس میں کوئی اجر وثواب نہ ہوتا تب بھی انسان اور مسلمان ہونے کے ناتے ان کا ہمارے اوپر حق ہے کہ ہم ان کی مدد کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی کریں، لیکن اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس حق کی ادائیگی میں بھی ہمارے لئے بے شمار انعامات رکھے ہیں۔ احادیث طیبہ میں مسلمانوں کی مدد کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں اور بڑا اجر وثواب بیان ہوا ہے، چند احادیث ملاحظہ ہوں:

مسلمان کی مدد کرنے کے فضائل سے متعلق احادیث طیبہ:

۱:...حدیث: ’’المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ۔‘‘ (صحیح البخاری:۱/۳۶۸)

ترجمہ: ’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے نہ اس کو اوروں کے سپرد کرتا ہے، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگتا ہے، اللہ پاک اس کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبت دور کرتا ہے، اللہ پاک اس سے قیامت کے دن کی مصیبتیں دور فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ پاک قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔‘‘

۲:...حدیث: ’’عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ادخل علی اہل بیت من المسلمین سرورا لم یرض اللہ لہ ثوابا دون الجنۃ۔‘‘ (المعجم الصغیر:۲/۱۳۲)

ترجمہ: ’’جو شخص کسی مسلمان گھرانے کی مدد کرکے ان کے دکھ درد اور تکلیف ومصیبت کو دور کرکے انہیں خوش کردے تو اللہ جل شانہ اس شخص کے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گے۔‘‘

۳:...حدیث: ’’وعن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قضی لاحد من امتی حاجۃ یرید ان یسرہ بہا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح:۳/۸۳)

ترجمہ: ’’جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پورے کرے کہ وہ امتی خوش ہوجائے تو اس آدمی نے مجھے خوش کردیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ جل شانہ کو خوش کیا تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔‘‘

فائدہ: معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی حاجت پوری کرکے اسے خوش کردینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور پھر اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتیں دور فرماکر اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۴:...حدیث: ’’وعنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یصف اہل النار فیمر بہم الرجل من اہل الجنۃ فیقول الرجل منہم: یافلان اما

تعرفني؟ انا الذي سقيتك شربة. وقال بعضهم: انا الذي وهبت لك وضوءا فيشفع له فيدخله الجنة۔" (مشکوٰۃ المصابیح:۳/۲۱۸)

ترجمہ: "اہل جہنم صف بستہ کھڑے ہوں گے، ایک جنتی ان کے پاس سے گزرے گا، (اسے دیکھ کر) ایک جہنمی اس سے کہے گا: اے فلاں! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا، ایک دوسرا جہنمی کہے گا: میں نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا، چنانچہ یہ جنتی ان کی سفارش کرکے انہیں جنت میں لے جائے گا۔"

فائدہ: دیکھئے! غور فرمایئے! وضو کا پانی دینا اور ایک گھونٹ پانی پلانا کیسا معمولی عمل ہے، مگر چونکہ اس سے مسلمان کی حاجت پوری ہورہی ہے، اس لئے نجات کا ذریعہ بن گیا، چنانچہ اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ بخشش فرمادیں گے اور جنت میں داخل فرمادیں گے۔

۵:...حدیث: "عن انس: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من مشی الی حاجة اخیه المسلم کتب اللہ له بکل خطوة یخطوها حسنة الی ان یرجع من حیث فارقه فان قضیت حاجته خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه وان هلک فیما بین ذلک دخل الجنة بغیر حساب۔" (مسند ابی یعلیٰ:۵/۱۷۵)

ترجمہ: "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی کسی حاجت اور ضرورت سے جائے تو حق تعالیٰ ایسے شخص کو ہر قدم پر ستر نیکیاں عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ وہ اسی جگہ واپس لوٹ آئے جہاں سے وہ چلا تھا، پھر اگر اس مسلمان بھائی کی ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہوگئی تو وہ شخص اپنے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوجائے گا جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو اور اگر اسی دوران اس کا انتقال ہوجائے تو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔"

۶:...حدیث: "وعن عبداللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اطعم اخاہ حتی یشبعه وسقاہ من الماء حتی یرویه باعدہ اللہ من النار سبع خنادق ما بین کل خندقین خمسمائة عام۔" (مجمع الزوائد:۳/۳۲۰)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ وہ سیر ہوجائے، اس کا پیٹ بھر جائے اور پیاسے کو پانی پلائے یہاں تک کہ وہ سیراب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کھلانے پلانے والے کو دوزخ سے سات خندقوں کی مقدار دور فرمادیں گے، ہر دو خندقوں کے درمیان مسافت پانچ سو سال کے برابر ہوگی (یعنی کل تین ہزار پانچ سو سال کی مسافت کے بقدر جہنم سے دور فرمائیں گے)۔

۷:...حدیث: "عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من مشی فی حاجة اخیه کان خیرا له من اعتکاف عشر سنین ومن اعتکف یوما ابتغاء وجه اللہ جعل اللہ بینه وبین النار ثلاث خنادق کل خندق أبعد مما بین الخافقین۔" (المعجم الاوسط:۷/۲۲۰)

ترجمہ: "جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں کوشش کرے تو یہ اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے افضل ہے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کیا تو حق تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردیں گے، جن میں سے ہر خندق (کی وسعت) مشرق و مغرب کی درمیانی وسعت سے کہیں زیادہ ہے۔"

۸:...حدیث: "من أغاث ملهوفا کتب اللہ له ثلاثا وسبعین مغفرة واحدة فیها صلاح امرہ کله وثنتان وسبعون له درجات یوم القیامة۔" (مشکوٰۃ المصابیح:۳/۸۳)

ترجمہ: "جو شخص کسی مظلوم کی فریادرسی کرے (یعنی جو کچھ اس کے بس میں ہو وہ اس کے لئے کرے) تو اللہ تعالیٰ تہتر مغفرتیں (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتے ہیں، ان میں سے ایک مغفرت سے آدمی کے سارے کام بن جائیں گے، باقی بہتر مغفرتوں سے قیامت کے روز اس کے درجات میں اضافہ ہوگا۔"

بہرحال مذکورہ بالا تمام احادیث مبارکہ سے مسلمانوں کی مدد کرنے اور حاجت کے وقت ان کے کام آنے کا بڑا اجر وثواب معلوم ہوا اور یہ وقت ہمارے مسلمانوں کے کام آنے کا ہے، اس لئے دعا بھی کریں اور اپنی استطاعت کے مطابق جتنا ہوسکے ان کے ساتھ مالی تعاون کریں اور یاد رکھیں کہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے میں جس طرح ان شاء اللہ! مذکورہ بالا فضائل حاصل ہوں گے، اسی طرح صدقہ کا اجر بھی ملے گا، اور صدقہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اس سے مال میں کمی ہرگز نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی فروری ۲۰۱۷ء)

دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ حال

مولانا شمس الحق ندوی

سیرت نگاران رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں کہ جب اہلِ مکہ کی اذیتوں کا سلسلہ دراز ہونے لگا اور مشرکین و کفار کی اسلام سے کراہت اور اس کی ناقدری اور حقارت بڑھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا قصد فرمایا، وہاں جو کچھ گزری وہ مکہ سے بھی کہیں زیادہ سخت تھی، اہل طائف جن پر مال و دولت کا نشہ طاری تھا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا اور شہر کے اوباش لوگوں اور غلاموں کو آپ کے ستانے پر مامور کردیا، یہ آپ کو گالیاں دیتے، شور مچاتے اور آپ پر پتھر پھینکتے، اس بے کسی اور کرب کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ لینے کے لئے ایک کھجور کے درخت کے سایہ میں تشریف فرمایا ہوئے، طائف میں آپ کو جتنا ستایا گیا، وہ مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے کہیں زیادہ تھا، انہوں نے راستہ کے دونوں طرف اپنے آدمی کھڑے کردیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قدم بھی اٹھاتے تو کسی طرف سے پتھر آپ پر پھینکا جاتا، حتی کہ آپ کے دونوں پیر زخموں سے لہولہان ہوگئے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا اور اس نے آپ سے اس کی اجازت طلب کی کہ وہ ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان طائف واقع ہے ملادے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ: نہیں! مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا پیدا ہوگا جو خدائے واحد کی عبادت کرے گا اور اس کے ساتھ کسی اور ہستی کو شریک نہ ٹھہرائے گا۔

اتنی سخت ایذا رسانیوں کے بعد بھی کہ راستہ چلنا دشوار تھا، گالی گلوچ شور و شرابے سے آگے بڑھ کر پتھروں کی بارش ہورہی ہے، نہایت بے بسی کا عالم ہے، کوئی پرسان حال نہیں، کوئی یار و مددگار نہیں، ہر پڑھنے والا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے کہ اگر اس کے ساتھ ایذا کا ایک فیصد بھی پیش آتا تو وہ ان ستانے والوں کے لئے اپنے دل میں کتنی گنجائش رکھتا اور کیا موقع ملنے پر اور قابو پانے پر ان کو عبرتناک سزا نہ دیتا، لیکن محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ جب فرشتہ یہ کہتا ہے کہ اجازت ہو تو میں ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نہیں! ایسا کیوں؟ جسم خون سے لہولہان ہے، جوتیاں پاؤں میں چپک گئی ہیں، پتھر مارنے والوں اور تحقیر و تذلیل کرنے والوں کی صورتیں سامنے ہیں، پھر بھی آپ فرماتے ہیں: نہیں!

اس کی وجہ یہ تھی کہ دوزخ و جنت کا نقشہ آپ کے سامنے تھا، خدا کو جھٹلانے والے آگ میں کودتے نظر آرہے تھے، جہنمیوں کے اس ہیبت ناک منظر کے سامنے اپنے اوپر جو کچھ بیت رہی تھی، اس کا احساس کم تھا، فکر تھی تو یہ کہ ان آگ میں کودنے والوں کو کیسے بچایا جائے؟ لہٰذا آپ اپنی تکلیف بھول کر فرشتہ کو جواب دیتے ہیں: نہیں! ممکن ہے کہ ان کی نسلوں میں کوئی ایمان لائے۔ دراصل داعی کی مثال اس ملاح کی سی ہوتی ہے جو انسانی جماعت کی کشتی کو طوفانی موجوں میں ہچکولے کھاتے ہوئے دیکھتا ہے اور یہ نظر آتا ہے کہ کشتی اب ڈوبی تب ڈوبی تو وہ اپنی ہر تکلیف و خطرہ کو بھول کر اس کشتی کے بچانے کے جتن کرتا ہے، انسانیت سے محبت اور اس کی نجات کا سودا اس کے سر میں ایسا سمایا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اس کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتا جب تک اس کو بھی اس کی تڑپ و بے کلی کی کوئی چنگاری نہ نصیب ہو جائے۔

بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے جب دعوت کا کام میوات جیسے سنگلاخ علاقہ سے شروع فرمایا تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا، بعض مخلصین فرماتے کہ اپنے علم کو ان دیہاتوں میں کہاں ضائع کررہے ہو؟ مگر مولاناؒ پر دعوت کی بے کلی طاری ہوچکی تھی، مولاناؒ وراثت نبوت کے اس مقام کو پہنچ چکے تھے جہاں بدیر و بمشکل پہنچا جاتا ہے، لہٰذا دعوت کی تڑپ و بے چینی کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتی تھی۔ اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کا یہ حال کہ وہ گوبر تک کو پوج رہے ہیں، اسلام سے وہ کوسوں دور ہیں، مولانا کو مارگزیدہ کی طرح تڑپا رہا تھا اور دعوت کا مولاناؒ پر ایسا حال طاری ہوگیا تھا کہ کسی کل چین نہیں پڑتا تھا اور عجب انداز سے لوگوں کو اس کام کی طرف بلاتے اور رغبت دلاتے تھے، اس مثالی قربانی اور جفاکشی کے بعد یہ خطرہ محسوس فرماتے تھے کہ کہیں مجھ میں یہ غرور نہ پیدا ہو جائے کہ میں وہ کام کررہا ہوں جو کوئی نہیں کررہا ہے، اس کام کی وجہ سے جو مقبولیت آپ کو حاصل ہورہی تھی، بڑے بڑے علماء ساتھ لگ رہے تھے، اعجاب بالنفس کا خطرہ پیدا ہوا اور ایک موقع پر لکھنؤ ہی

میں حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

''بھائیو! میں ایک ابتلا میں گرفتار ہوں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس سے نکالیں، جب سے میں یہ دعوت لے کر کھڑا ہوا ہوں، لوگ مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں، مجھے یہ خطرہ ہونے لگا ہے کہ مجھ میں اعجاب نفس نہ پیدا ہو جائے، میں بھی اپنے کو بزرگ نہ سمجھنے لگوں، میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ابتلا سے بسلامت نکال لیں، آپ میرے حق میں دعا فرمادیں۔'' (یادرفتگان، از علامہ سید سلیمان ندویؒ)

داعی امت کا ایک فرد ہوتا ہے جو نیابت رسول کا فریضہ انجام دیتا ہے، لہٰذا اس میں وہ تڑپ و بے چینی بھی ہونی چاہئے جو داعی اول میں تھی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی احوال و کیفیات کا ذکر قرآن پاک میں بار بار آیا ہے اور ہر بار یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا کتنا غم تھا! ایسا غم کہ جس کے بوجھ سے پشت مبارک ٹوٹی جارہی تھی، ارشاد ربانی ہے:

''أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ۔'' (الانشراح:۱-۳)

ترجمہ:''کیا ہم نے تمہارے سینہ کو نہیں کھول دیا اور تم سے اس بوجھ کو نہیں اتار لیا، جس نے تمہاری پیٹھ کو توڑ دیا ہے۔''

امت کے غم سے یہ حال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جینا دوبھر معلوم ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے تسلی اور فرمایا:

''لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔'' (الشعراء:۳)

ترجمہ:''تو کیا اس بات پر آپ اپنی جان گھونٹ ڈالیں گے کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔'' (مقدمہ: حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت)

دعوت و تبلیغ کا اصل محرک بندگان خدا پر شفقت و رحمت اور خیر خواہی کا جذبہ ہے جو دل میں یہ کسک و ٹیس پیدا کرتا ہے کہ امت کی اصلاح کو فکر ہو لہٰذا داعی کا اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ دعوت کی بانسری محبت و اخلاق کریمانہ کی لے میں بجائے اور دلوں کو گرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی سمت دو صحابیوں کو اسلام کا داعی بنا کر بھیجا تو ان کو یہ نصیحت فرمائی:

''یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا''

ترجمہ:''تم لوگوں کو آسانی کی راہ بتانا اور ان کو دقت میں نہ ڈالنا، انہیں خوشخبری سنانا اور نفرت نہ دلانا۔''

خصوصاً وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے دعوت و تبلیغ کے کام سے جوڑا اور اس فکر و لگن کے ساتھ ان کو مختلف شہروں اور ملکوں میں پھرایا ہے، ان کو خصوصاً اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے کسی قول و عمل سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، ان کے وہ اوقات جو سفر سے واپس آکر اپنے گھر اور ماحول میں گزرتے ہیں، ان میں کوئی ایسی بات نہ پیش آنے پائے جو لوگوں میں بدگمانی اور بددلی پیدا کرے کہ زبانی دعوت سے کہیں بڑھ کر عمل و کردار کی دعوت ہوتی ہے جو از خود دلوں کو کھینچتی ہے اور اس میں معمولی کوتاہی بڑے غلط اثرات چھوڑتی ہے، ہمارا دوسرے شہروں اور ملکوں میں جانا اور نکلنا جہاں دوسروں کو خیر کی طرف بلانے کی خاطر ہوتا ہے وہیں اپنی سیرت و اخلاق کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنا مقصود ہوتا ہے، دعوت کا کام ایسا مبارک کام ہے کہ معمولی سے معمولی آدمی کو محبوب بنا دیتا ہے، ہر جگہ وہ عزت و اکرام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن یہ خطرہ و اندیشہ ہوتا ہے کہ دعوت کا کام کرنے والا کہیں فریب نفس میں نہ مبتلا ہو جائے، یہی وجہ تھی جس کی بنا پر حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے فرمایا تھا کہ:''بھائیو! میں آج کل امتحان میں مبتلا ہوں، میرے لئے دعا کریں کہ مجھ میں غرور نہ پیدا ہو جائے، میں اپنے کو بزرگ نہ سمجھنے لگوں۔''

بہت ڈرنے کی بات ہے کہ مولانا جیسا ولی کامل اگر یہ کہہ سکتا ہے تو ہم جیسے ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو اپنی کس درجہ فکر رکھنی چاہئے کہ خدانخواستہ کہیں ہماری کسی کوتاہی سے کوئی شخص نفس دعوت کے کام سے بدگمان ہو جائے جو بڑے خسارے کی بات ہوگی، خصوصاً حقوق العباد کا پہلو ہمارے دین دار گھروں میں اور دین کے نمائندہ طبقہ تک میں بہت کمزور ہو گیا، باہمی لین دین اور آپسی معاملات، حقوق کی ادائیگی اور ایک دوسرے کا خیال اتنا کم ہو گیا ہے کہ بڑے بڑے مجاہدات کو بے اثر بنا دیتا ہے اور ہمارے ذکر و تسبیح کو فریب کا جال ثابت کرتا ہے، یہی وجہ تھی کہ بانی تبلیغ اور حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے ملفوظات و تقریروں میں ادائیگی فرض، حقوق العباد کی رعایت اور صفائی معاملات پر بڑا زور دیا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ اپنے ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

''بھائیو! مومنین کی خدمت عبدیت کا اصل مقام ہے۔ عبدیت کیا ہے؟ جو مومنین کے لئے ذلیل ہونے کی عزت کو حاصل کر لے، یہی ہماری تحریک کا اولین اصول ہے اور یہ ایک ایسا اصول ہے کہ کوئی اجتہادی (علمائے کرام) تقلیدی (عوام الناس) یا مادی (جو لوگ ہر کام کو دولت یا دنیا کے حصول کے لئے کرتے ہیں) اس کی تردید نہیں کرسکتا۔''

(مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دعوت)

مدینہ منورہ کی موت اور خوش نصیب لوگ

غلام نبی مدنی

صحابی جلیل عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:

’’جو کوئی مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھے، اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں مرے، کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا، میں اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘ (ترمذی،ج:۲،ص:۲۲۹)

امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا ہے کہ: ’’آپ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت عطا کر اور میری اس موت کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں عطا کر۔‘‘

امام بخاری دوسری جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے محبت اور مدینہ منورہ میں موت اور دفن کا ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو حکم دیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاکر کہو کہ: ’’عمر سلام کہتے ہیں، لیکن خبردار امیر المومنین نہیں کہنا، کیونکہ آج عمر مومنین کا امیر نہیں ہے۔ کہنا کہ عمر اپنے مصاحبین (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ) کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔‘‘ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ نے سلام پیش کرکے گھر میں داخل ہونے کی درخواست کی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی رو رہی تھیں۔ ابن عمر نے حضرت عمرؓ کا پیغام پہنچایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ: میری خواہش تھی کہ میں یہاں دفن ہوں، آج کا دن مجھ پر بہت بھاری ہے۔ ابن عمر جب واپس گھر پہنچے تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر آگئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: مجھے اٹھاؤ، ایک آدمی نے سہارا دے کر اٹھایا تو کہنے لگے عبداللہ کیا جواب لائے؟ کہا جو امیر المومنین چاہتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور چیز اتنی زیادہ اہم نہ تھی۔

خلیفہ راشد عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے محبت، مدینہ منورہ میں موت اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنائیں ہی نہ تھی بلکہ آپ نے مدینہ منورہ کے فضائل اپنے کانوں اور آنکھوں سے دیکھا اور سن رکھے تھے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ کی محبت میں بے چین ہوجانا، مدینہ منورہ میں بیماری اور تنگ دستی دیکھ کر اپنے رب سے مکہ کی نسبت ہر چیز میں دوگنی برکت کی دعا کرنا اور مدینہ منورہ کے غبار کو شفا قرار دینا، شوق محبت میں حرم کعبہ کی طرح مدینہ منورہ کو حرم قرار دے کر حدود متعین کرنا، مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کے ایک حصے یعنی اپنے منبر سے اپنے حجرۂ مبارک تک کی زمین کو جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا بتانا، یہ وہ سب فضائل اور خصوصیات ہیں مدینہ طیبہ کی، جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک دنیا کے ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش برابر موجود رہی ہے کہ اسے مدینہ منورہ کی دائمی سکونت نصیب ہو، اسے موت آئے تو مدینہ منورہ میں آئے اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو، جہاں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرام سمیت اہل بیت و ازواج مطہرات اور بڑے بڑے اولیائے کرام مدفون ہیں یا کم از کم اسے زندگی میں مدینہ منورہ دیکھنے کی بار بار نہ سہی ایک بار ہی دیکھنے کی سعادت مل جائے۔

مدینہ منورہ سے جڑی مسلمانوں کی اس گہری عقیدت کے پیچھے بس ایک ہی ہستی ہے جن کی محبت ہر مسلمان کے لئے ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔ یہ عقیدت چودہ سو سالوں سے یوں ہی متواتر سینہ بہ سینہ، نسل در نسل چلی آرہی ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک یہ عقیدت اور محبت یوں ہی برقرار رہے گی۔ ہر دور میں مسلمانوں کی خواہش رہی ہے کہ انہیں مدینہ منورہ کی موت اور مدفن نصیب ہو، ہر زمانے کے لوگ اپنی اس آرزو کو پورا کرنے اور مدینہ منورہ کی مبارک مٹی کی خاطر دور دراز سے گھر بار چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ چلے آتے تھے۔ شارح مسلم امام نووی نے مدینہ منورہ میں موت کی دعا کرنے کو مستحب لکھا ہے جبکہ دیگر علماء نے مدینہ منورہ میں دفن ہونے کو مستحب قرار دیا ہے۔ مسلمانوں میں مدینہ منورہ سے والہانہ عقیدت کا یہ عالم رہا ہے کہ سالہا سال گزرنے کے باوجود جو لوگ مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلتے تھے کہ مبادا کہیں مدینہ طیبہ سے باہر موت آجائے۔

آج بھی مدینہ منورہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو سال ہا سال سے صرف اس غرض سے یہاں مقیم ہیں کہ انہیں ہمیشہ کے لئے جوارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوجائے لیکن خدا کی مرضی جسے جہاں چاہے موت عطا کرے، بہت سے لوگ مدینہ منورہ میں برسوں مقیم رہے لیکن ان کے جانے کا وقت آیا تو موت انہیں کہیں اور کھینچ کر لے گئی۔ چند دن پہلے ایسا ہی ایک واقعہ ہوا، لگ بھگ ساٹھ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ۹۰ سالہ پاکستانی شہری سردار میر عالم خان لغاری (جو جنوبی پنجاب کے مشہور لغاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے دور میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے منتظم بھی بنائے گئے تھے) رحیم یار خان میں وفات پاگئے۔ موصوف کی خواہش تھی کہ انہیں مدینہ منورہ میں موت آئے اور یہاں کی مٹی نصیب ہو، اسی خواہش کے لئے نصف صدی مدینہ منورہ میں گزار دی لیکن تقدیر کون ٹال سکتا ہے؟ گزشتہ سال حج کے بعد پاکستان سے واپس آئے تو پکا ارادہ کرلیا کہ اب امام مالک کی طرح مدینہ منورہ سے باہر ہرگز نہیں جائیں گے، لیکن خدا کی شان کہ چند دن کہ پہلے ان کے گھر والوں نے بچوں کی شادی کے موقع پر مجبور کرکے پاکستان بلالیا۔ پاکستان پہنچتے ہی طبیعت خراب ہوئی اور وہ مدینہ منورہ کی موت اور دفن کی حسرت لئے رب کے حضور جا پہنچے، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور مدینہ منورہ کی موت کا اجر عطا کرے۔ آمین۔

ایک اور واقعہ بھی گزشتہ دنوں ہوا۔ راقم کے محسن استاذ مولانا احسان اللہ (استاذ دارالعلوم رحیمیہ ملتان) کے والد ماجد غلام میر خان جنہوں نے گورنمنٹ اسکول سے ریٹائر ہونے کے بعد ۶۰ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہنے کے بعد رب کے حضور جا پہنچے۔ فجر کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں جنازہ ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت ملی۔ موصوف کو بڑھاپے میں قرآن کریم حفظ کرتے دیکھا تو بہت رشک آیا کہ اس عمر میں قرآن کریم سے محبت، راتوں کو جاگ کر قرآن کریم کو یاد کرنا اور پھر قرآن کریم کو حفظ کرکے دکھانا، واقعی ایک کمال تھا جو انہوں نے کر دکھایا۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد ان کی خواہش تھی کہ مدینہ منورہ میں موت آئے، اپنی اس آرزو کو لئے مدینہ منورہ چلے آئے، یہاں بھی ہر وقت قرآن پڑھتے اور پڑھاتے رہتے تھے، چند سال ہی ہوئے تھے کہ بلاوا آگیا۔ اللہ کروٹ کروٹ راحت وسکون عطا کرے، درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ سردار میر عالم خان لغاری اور غلام میر خان جیسے درجنوں لوگ ہیں، جو سالہا سال سے مدینہ منورہ میں اس نیت سے مقیم ہیں کہ انہیں مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہوجائے، کئی بار تو پاکستان سے حج اور عمرہ پر آئے بزرگ زائرین کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر والوں سے کہہ کر آتے ہیں کہ اب کی بار شاید وہ مدینہ منورہ سے واپس نہ آئیں، یہاں آکر رو رو کر دعائیں مانگتے ہیں کہ خدا انہیں مدینہ منورہ میں ہمیشہ کے لئے جوارِ رسول عطا کردے۔ بہت خوش نصیبوں کی یہ دعا قبول ہوجاتی ہے اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو سالوں مقیم رہنے کے باوجود بھی مشیت الٰہی سے یہاں دفن نہیں ہوپاتے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع، مدینہ منورہ کی محبت اور مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب کرے۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۵ فروری ۲۰۱۷ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے وفد کی آئی جی سندھ سے ملاقات

وفد نے انجمن سرفروشانِ اسلام کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا

(کراچی/حیدرآباد پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا قاضی احسان احمد، رانا محمد انور، مولانا توصیف احمد، جمعیت علماء اسلام سندھ کے نائب امیر قاری محمد عثمان اور مولانا ظاہر شاہ نے آئی جی سندھ اللہ ڈنو خواجہ سے ان کے آفس میں ملاقات کی۔ وفد نے آئی جی سندھ کو انجمن سرفروشانِ اسلام کی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اس جماعت کے سربراہ ریاض احمد گوہر شاہی اور اس کے مریدوں کو میرپور خاص، جھنگ، ڈیرہ غازی خان، لاہور کی عدالتوں نے عمر قید، سزائے موت، جرمانے کی سزائیں سنائی ہیں، جبکہ جوائنٹ اسٹاک کمپنیز نے بھی ان کی تجدید رجسٹریشن نہیں کی۔ رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۸۰ کے تحت انجمن سرفروشانِ اسلام غیر رجسٹرڈ ہوچکی ہے۔ وفد نے مزید کہا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے ان کے نظریات کو خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ وفد نے تمام ثبوتوں کے ساتھ تحریری درخواست جمع کراتے ہوئے آئی جی سندھ سے مطالبہ کیا کہ انجمن سرفروشانِ اسلام پر پابندی عائد کی جائے۔ آئی جی سندھ نے فی الفور درخواست پر ایکشن لیتے ہوئے ڈی آئی جی حیدرآباد خادم حسین رند، ڈی پی او جامشورو تنویر عالم اوڈو کو حکم دیا کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ آئی جی نے وفد کو تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ عدالتی سزا یافتہ تنظیم کی سرگرمیاں ملکی امن کے لئے ناقابل برداشت ہے، اس کا ہر ممکن سدباب کیا جائے گا۔ وفد نے آئی جی سندھ کا تعاون کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

آخری قسط

مولانا حذیفہ وستانوی

آسمان سے نیچے ابر کے موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتۂ انسلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لیے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں؛ لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمائیے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے؟

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے؛ لیکن اگر یہ سب ایک رشتۂ وحدت میں منسلک نہ ہوں تو یہی اس کی موت ہے۔

اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں اور واٹر ورکس کے نلکوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالیے تو سب کو اسی قانونِ فطرت کی جکڑ بند سے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے کل پرزے اس کے روح (اسٹم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹ جائے یا برقی تاروں کا اتصال بجلی کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل واٹر ورکس سے منقطع ہو جائیں تو ان کا وجود بھی بے کار ہے۔

کائنات عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے؛ بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ اقوی و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے نبوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہے کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیاست پر انبیاء سابقین اور ان کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء ورسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں، ارشاد ہے:

"ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔" (آل عمران:۸۱)

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لیے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعۂ اسراء و معراج کے تحت میں تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخر زمانہ میں انبیائے سابقین میں سے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو آپ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیج دیا؛ تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

قانون فطرت کی دوسری نظیر:

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لیے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں اور ایک زمانہ دراز ابتدائی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں مقصود کی صورت نظر آتی ہے، مثال کے لیے درختوں کو دیکھیے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کاوشوں کا اصلی مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے؛ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصلی مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانون فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔ اسی مضمون کو سندی شیخی واستاذی حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب "صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے:

اے ختم رسل امت تو خیر الامم بود
چوں ثمرہ کہ آید ہمہ در فصل نضیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لیے سیکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسر کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد سلطانی دربار کے لیے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے، اور اسی لیے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصد دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں

رہتا، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانون فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے۔

اس قسم کی سینکڑوں نظیریں ذرا تامل سے ہر شخص نکال سکتا ہے۔

قرآن وحدیث اور اجماع امت اقوال صحابہ و تابعین اور پھر عقلی وجوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لیے کفایت سے بہت زائد ہے، اور ازلی بد بخت کا کوئی علاج نہیں۔

”أرجون ينفعني والمسلمين به وَ هو وَلِيُّ التوفيقِ وخيرُ الرفيق في كل مضيق۔“ (ختم نبوت: ص ۲۷۵ تا ۲۶۰)

شرائط نبوت:

(۱) عقل کامل، (۲) حفظ کامل، (۳) علم کامل، (۴) عصمت کاملہ و مستمرہ، (۵) صداقت و امانت کاملہ، (۶) عدیم توریث، (۷) زہد کامل، (۸) حسب ونسب اعلیٰ ہو، (۹) مرد ہو، (۱۰) اخلاق کاملہ۔

تلک عشرۃ کاملۃ: ان شرائط کا نبی میں ہونا ضروری ہے۔ اب آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، کون ان شرائط پر اترتا ہے اور کون نہیں اترتا اور پھر خود ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کون نبی تھا اور کون نبی نہیں؟

اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے، ہر قسم کی ضلالت گمراہی، شہوات وشبہات کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور کل قیامت کے دن خاتم الانبیاء والمرسلین احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ کی شفاعت اور آپ کے مبارک ہاتھ سے جام کوثر نصیب فرمائے۔ اور اللہ ہمیشہ کے لیے ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین یارب العالمین! ☆☆

ختم نبوت کانفرنس سکھر

سکھر... (مبشر حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں زیر صدارت قاری جمیل احمد بندھانی زیر سرپرستی مولانا مفتی عبدالباری، زیر نگرانی مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر منعقد ہوئی، جس سے حضرت مولانا مسعود احمد سومرو، حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی پیر شریف، حضرت مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، حضرت مولانا محمد رفیق جامی فیصل آباد، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم خانپور و دیگر علماء نے خطاب کیا۔ ہدیہ نعت حافظ محمد ارسلان ملک اور سعد اللہ ندیم نے پیش کیا۔ حضرت مولانا مسعود احمد سومرو نے اپنے خطاب میں کہا کہ جن لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا یا اس کے پیروکار بنے ان کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اندازہ نہیں حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی پیر والوں نے کہا کہ مسلمان کے لئے قطعاً یہ جائز نہیں کہ وہ کسی قادیانی سے تعلقات رکھے، قادیانیوں سے ملنا لین دین کرنا حرام ہے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانی فتنہ کے خلاف مسلمان سوا سو سال سے برسرپیکار ہیں، ان کے کفر کو پوری دنیا کے سامنے آشکارا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت اسلام اور ملک کے لئے زہر قاتل ہے، مرزا قادیانی نے 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا، مسلمانوں نے فرداً فرداً اس کا تعاقب کیا، لیکن پاکستان بننے کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے رفقاء کرام حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، فاتح قادیان مولانا محمد حیات، مولانا عبدالرحمن میانوی کے ساتھ ملتان کی سراجاں مسجد میں اجلاس کیا اور عقیدہ ختم نبوت کا عہد کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا اعلان کیا۔ وہ دن اور آج کا دن اس دوران اللہ پاک نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سیشن کورٹ سے ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی، ایوان بالا یعنی کے پاکستان کی تمام عدالتوں اور تمام اسمبلیوں نے، پھر 1992 میں جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سمیت اسلامی ممالک کی تمام عدالتوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ حضرت مولانا رفیق جامی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت ایک الگ مذہب اور اسلام کے متوازی دین ہے لیکن اللہ پاک کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام جیسا عظیم دین متین عطا فرمایا اور ہمیں مسلمان بنایا، انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل مانگنا بھی کفر ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے بیان میں کہا کہ پہلے تمام انبیاء اکرام کے معجزے ان کی وفات تک ہوتے تھے ان کے جانے کے بعد معجزے ختم ہو جاتے تھے لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی اس لیے کہ آپ کا معجزہ قرآن اب بھی باقی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل ہے، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبداللطیف اشرفی اور مولانا تجمل حسین نے انجام دیے، باہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے دفتر میں کھانے کا انتظام تھا، جس کے لیے ایک ٹیم تشکیل دی گئی جس میں حافظ محمد اویس، مولانا شکیل احمد مدنی، بھائی منیر احمد مہر، محمد مبشر حسین، محمد عزیر، محمد عمیر، مولانا گل محمد اور حافظ عبدالغفار ودیگر ساتھیوں نے بھرپور خدمات انجام دیں سیکورٹی کی ذمہ داری جامعہ اشرفیہ کے طلبا کرام کی تھی جو احسن طریقہ سے پوری کی گئی اسٹیج پر مولانا مفتی عبدالباری، مولانا مفتی عبدالغفار جمالی، مولانا اسد اللہ میمن، مفتی شفیع محمد سندھی، آغا سید محمد ہارون شاہ، مولانا مسعود افضل حالیجوی، مولانا تاج محمد چنہ، مولانا رحیم بخش چاچڑ، مولانا الٰہی بخش ناتوری، مفتی محکم دین ودیگر حضرات موجود تھے۔ سوا دو بجے دعا ہوئی۔ اللہ پاک اس کانفرنس کو امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی ودعوتی اسفار

مولانا محمد صابرؒ سیمینار: مولانا محمد صابرؒ شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ کے چہیتے خدام میں سے تھے۔ بنیادی طور پر شکر گڑھ ضلع نارووال کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت اقدس امام لاہوریؒ تقسیم سے پہلے ان کے علاقہ رسیوال میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر جب لاہور تشریف لائے تو ایک نوخیز لڑکے نے آپ کو مصافحہ کیا۔ حضرت والا نے نام پوچھا، بتلایا: محمد صابرؒ، فرمایا کہاں کے رہنے والے ہیں؟ موصوف نے اپنے علاقہ کا نام بتلایا اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت والا نے بخوشی قبول فرمایا اور محمد صابر حضرت والا کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت والا کی وفات تک تقریباً ۲۶ سال خدمت کی۔ تعلیم بھی آپ سے شروع کردی۔ چھوٹے بڑے تمام اسباق اور کتب حضرت سے پڑھیں۔ پاکستان بننے سے پہلے آپ کے بڑے بیٹے مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنیؒ، منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، رباغبانپورہ کے مولانا محمد اسحاق قریشیؒ اور مولوی محمد صابرؒ نے دورۂ حدیث کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند جانے کے لئے حاضری دی اور اجازت طلب کی۔ آپ نے مولانا حبیب اللہ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا محمد اسحاق قریشیؒ کو اجازت مرحمت فرمادی، جب مولانا محمد صابر مصافحہ کے لئے آگے بڑھے تو حضرت والا نے فرمایا کہ آپ دارالعلوم دیوبند نہ جائیں۔ آپ کو میں خود پڑھاؤں گا، اس لحاظ سے مولانا محمد صابر خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے صحاح ستہ سمیت کتب احادیث اپنے شیخ سے پڑھیں۔

آپ اپنے شیخ کے محب اور محبوب تھے۔ ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ مرکز شیرانوالہ کے علاوہ گھر میں آلتی پالتی مار کر کبھی نہیں بیٹھے۔ کیونکہ شیخ صاحب کشف تھے، تو ہمیشہ دوزانو ہوکر بیٹھے، ہروقت حضرت والا کی خدمت میں حاضر باش رہتے اور حضرت والا کی تمام ضروریات کا خیال فرماتے۔ تکمیل اسباق کے بعد حضرت والا نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

اللہ پاک نے ۶ بیٹے عطا فرمائے، چھ کے چھ حافظ، قاری، عالم ہیں، تین بیٹیاں دیں، وہ بھی عالمہ، حافظہ ہیں اور داماد بھی مولانا محمد انور عالم باعمل ہیں۔ مولانا قاری غلام مصطفی مجود قاری ہیں۔ خوبصورت آواز اور بہترین تلفظ کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں۔ موصوف جامعہ فاروقیہ کے نام سے خوبصورت مدرسہ اور مسجد کا نظم کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ میں چلارہے ہیں۔ آگے موصوف کے فرزندان گرامی اور بیٹیاں بھی عالم، فاضل ہیں۔ تیسرے داماد مولانا عبدالوحید ابن مفتی عبدالحمیدؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ایک دینی ادارہ میں تعلیم وتربیت میں مصروف ہیں۔ مولانا محمد انور بھی فیکٹری ایریا شیخوپورہ میں جامعہ عثمانیہ مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جمعیت علماء اسلام کے مؤسس وامیر تھے تو مولانا محمد صابر کا تعلق بھی تاحیات جمعیت علماء اسلام کے ساتھ رہا۔ اسی نسبت سے مولانا کے ایک فرزند گرامی مولانا محمد قاسم جمعیت علماء اسلام (ضلع شیخوپورہ) کے امیر ہیں۔

حضرت لاہوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قیدوبند کو خوشی خوشی برداشت کیا تو مولانا محمد صابرؒ بھی اپنے شیخ کی اتباع میں مجلس کے محبین میں سے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے اور قیدوبند کے مصائب وآرام کو برداشت کیا۔ آپ کے فرزند اکبر مولانا قاری عبدالحق مدظلہ جو مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں نے بتلایا کہ مولانا مدینہ طیبہ ہجرت کرگئے تو خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوٹ عبدالمالک واپسی کا حکم فرمایا کہ اپنے علاقہ کوٹ عبدالمالک میں جاکر دین کا کام کریں۔ چنانچہ آپ آٹھ ماہ کے بعد واپس تشریف لائے اور کوٹ عبدالمالک میں مسجد و مدرسہ قائم کیا، جو آپ کے فرزند گرامی مولانا حافظ محمد قاسم مدظلہ چلارہے ہیں۔

۲۸ رجنوری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء، حافظ محمد قاسم نے اپنے والد کی خدمات کو اجاگر کرنے اور انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ''مولانا محمد صابرؒ سیمینار'' کا اہتمام کیا۔ جس میں میرے شیخ سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی گوجرانوالہ، جانشین امام الہدیٰ حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ، حضرت مولانا سید حامد میاںؒ کے جانشین جامعہ مدنیہ قدیم کریم پارک لاہور کے مہتمم مولانا سید رشید میاں، خطیب ابن خطیب مولانا محمد امجد خان، مولانا قاری عبدالحق مدینہ منورہ، حافظ محمد قاسم، قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا محب النبی امیر جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور اور راقم محمد اسماعیل

شجاع آبادی عفا اللہ عنہ نے خطاب کیا اور حضرت موصوف کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا جبکہ مولانا محمد قاسم گجر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

حافظ محمد قاسم نے بتلایا کہ والد محترم تاحیات چنیوٹ اور چناب نگر کی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے رہے۔۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ایسے ہی ۱۹۸۴ء کی تحریک میں بھی قادیانیوں کے ساتھ مناظرے کرتے رہے۔بعض مناظروں میں زچ ہوکر قادیانی مجادلے پر اتر آتے۔ مولانا مرحوم اس میں ان کا بھرپور مقابلہ فرماتے۔

۱۹۸۶ء میں انتقال ہوا، آپ کی وفات کے بعد آپ فرزند گرامی مولانا حافظ عبدالرحمن عابد آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ جو بہت اچھے عالم اور خوشنویس تھے، وہ چند سال کے بعد وفات پاگئے، اب مولانا حافظ محمد قاسم اپنے والد کی جانشینی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائیں۔آمین۔

گولڑہ شریف میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد طیب، مولانا عزیز الرحمن ثانی کی معیت میں ۲۹؍جنوری کو گولڑہ شریف میں حاضری ہوئی تاکہ خانوادہ حضرت گولڑویؒ کے چشم و چراغ پیر معین الحق مدظلہ کو آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ سوئے اتفاق کہ پیر صاحب اپنے ڈیرہ پر قیام فرما نہ تھے تو خدام کو دعوت نامہ دیا۔گولڑہ شریف پنجاب کی مشہور و اہم خانقاہوں اور درگاہوں میں سے ایک ہے۔گولڑہ شریف کے ایک اہم سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ تھے جو ہمارے حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء میں سے اور ہمارے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پیرو مرشد تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک کشف صحیح کے ذریعہ قادیانیت کے فتنہ کو بھانپا اور حضرت پیر صاحب کو سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا اور قادیانیت کے مقابلہ میں جدوجہد کا حکم فرمایا۔ حضرت پیر صاحبؒ واپس تشریف لائے، طویل ترین سفر کی تھکاوٹ بھی ابھی نہیں اتری تھی اور نہ ہی مرزا قادیانی کا کفر کھل کر واضح ہوا تھا۔

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت: فرماتے ہیں کہ کیا دیکھتا ہوں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں تو میں نے اٹھ کر استقبال کیا اور دست بوسی و مصافحہ اور معانقہ کی سعادت حاصل کی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مہر علی تو با آرام نشستہ و غلام احمد احادیث من رابمقراض الحاد پارہ پارہ مے کند۔“

ترجمہ: ”مہر علی! تم آرام سے بیٹھے ہوئے ہو اور مرزا قادیانی بے دینی کی قینچی سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔“

پیر مہر علی شاہؒ اٹھے اور ”شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح“ لکھی۔ قادیانیوں نے ”شمس بازغہ“ کے نام سے جواب لکھا۔

حضرت پیر صاحب نے ”سیف چشتیائی“ لکھی، جس کا قادیانی ذریت آج تک جواب نہ دے سکی۔

مرزا قادیانی کی طرف سے مناظرے کا اشتہار: مرزا قادیانی نے حضرت پیر صاحب کے نام ۲۰؍جولائی ۱۹۰۰ء اشتہار شائع کیا۔اور پیر صاحب کو دس شرائط کے ساتھ تحریری مناظرہ کا چیلنج دیا۔یہ اشتہار حضرت پیر صاحب کو ۲۲؍جولائی ۱۹۰۰ء کو پہنچا۔ حضرت پیر صاحب نے جوابی اشتہار میں فرمایا کہ اگر چہ انبیاء کرام امی ہوتے ہیں، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور وہ خطیب و مقرر ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ چونکہ بروز عیسوی و محمدی ہونے کا ہے، لہٰذا تحریری کے بجائے تقریری مناظرہ کریں اور اگر مرزا قادیانی اس پر آمادہ نہ ہوں تو بندہ مرزا کی شرائط پر تحریری مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہے اور مرزا کے تفویض کردہ اشتہارات کے مطابق ۲۵؍اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر کی، جونہی پیر صاحب کے اشتہارات علماء کرام کے پاس پہنچے۔علماء کرام نے لاہور آنے کا عندیہ دے دیا اور دیوبندی، بریلوی، وہابی، نیچری، شیعہ تمام مسالک کے علماء کرام اور مشائخ عظام نے پیر صاحب کو اپنا نمائندہ قرار دیتے ہوئے اعتماد کا اظہار کیا اور متعینہ تاریخ کو لاہور پہنچنے کے لئے سفر شروع کردیا۔

حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے لاہور روانگی کے لئے جب اسٹیشن پر تشریف لائے تو مرزا قادیانی کو تار دیا کہ میں لاہور جارہا ہوں، تم بھی آجاؤ، پھر لالہ موسیٰ اسٹیشن پر سے دوسرا تار دیا اور پیر صاحب لاہور پہنچ گئے۔ پنجاب بھر سے سینکڑوں علماء کرام بھی لاہور تشریف لے آئے۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی سے رابطے کئے اور دوڑ دھوپ شروع کردی کہ مرزا قادیانی لاہور آئے۔ مرزا قادیانی نے بلطائف الحیل آئیں بائیں شائیں شروع کردی اور نئی نئی شرطیں لگانا شروع کردیں۔ حتیٰ کہ اشتہار دے دیا کہ:

”یہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔“ (مہر منیر ص:۲۳۲)

مرزا قادیانی کی خود دعوت دے کر نہ آنے کی شکست کو قادیانی مریدوں نے فتح عظیم میں تبدیل کرنے کی کوششیں کیں اور محمد احسن امروہی اور عبدالکریم سیالکوٹی نے قادیانیوں کے طرف سے اشتہار شائع کیا:

(باقی صفحہ 23 پر)

چکوال میں ناموس رسالت کنونشن

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲؍فروری کو اسلام آباد سے چکوال حاضری ہوئی۔ چکوال میں جمعیت اہلسنت کے زیر اہتمام آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کنونشن جامع مسجد عائشہ میں منعقد ہوا، جس کی نقابت صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی نے کی۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور نمائندگان نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

تفصیلات درج ذیل ہیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا قاری عبیدالرحمٰن انور تلہ گنگ، خالد مسعود ایڈووکیٹ، مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، جمعیت علماء پاکستان کے حاجی بدرالاسلام ہاشمی، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر حمید اللہ ملک، پاکستان عوامی تحریک کے توقیر احمد اعوان، جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمود الحسن غضنفر، وکلا برادری کے ملک طارق محمود ایڈووکیٹ۔

مندرجہ بالا شخصیات نے سانحہ دوالمیال کے متعلق حالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ کا سبب مسجد پر قادیانیوں کا قبضہ ہے، یہ مسجد ہے، جو ۱۸۵۸ء میں بنائی گئی اور مسجد محکمہ مال کے کاغذات میں مقبوضہ اہل اسلام ہے، لیکن آگے چل کر قادیانیوں نے دھونس دھاندلی کے ساتھ مسجد پر قبضہ کرلیا۔ ۱۹۹۶ء میں سیل کردی گئی، لیکن قادیانیوں نے اپنے خفیہ ذرائع اور ہاتھ استعمال کرکے ''سیل'' ختم کرادی۔

جب کیس ہائی کورٹ میں گیا تو قادیانیوں نے دے دلاکر ۲۰۰۲ء میں کسی کی فائل ریکارڈ سے غائب کرادی، اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً اختلافات نمودار ہوتے رہے۔ ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۳۷ھ کو میلاد النبی کے حوالہ سے جلوس گزرا تو جلوس کے شرکاء پر متنازعہ مسجد سے پتھراؤ اور فائرنگ کی گئی، جس سے کئی ایک مسلمان زخمی اور ایک مسلمان ''نعیم شفیق'' شہید ہوگیا۔ مقامی ایس ایچ او نے بوگس ایف آئی آر درج کی، جس میں مسلمانوں کو جارح اور ملزم گردانا گیا اور دھڑا دھڑ گرفتاریاں شروع کردی گئیں، جن میں ۶۸ مسلمان اور دو قادیانی گرفتار ہوئے، اور دوالمیال میں کرفیو نافذ کردیا گیا۔ اہل اسلام کے لئے ہو کا عالم تھا۔

راقم نے چکوال جماعت سے درخواست کی کہ چکوال کے احباب مجلس جنازہ میں شریک ہوں اور ممکنہ مالی اور قانونی تعاون کریں۔ چنانچہ چکوال کے رفقاء نے اس کیس میں بھرپور قانونی اور مالی امداد دی:

۱:... شہید کے گھر ایک لاکھ روپے اور دو ماہ کا راشن دیا گیا۔

۲:... زخمیوں کو ۱۵،۱۵ ہزار روپے نقد اور ایک ماہ کا راشن۔

تمام گرفتار شدگان کے گھروں میں ایک ایک ماہ کے راشن کے پیکٹ دیئے گئے۔ مجلس کے راہنما مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس، مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، مولانا مفتی محمد معاذ دوسرے حضرات کے ساتھ مل کر انتظامیہ سے ملاقاتیں کرتے رہے۔

۳؍جنوری کو حضرت امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی قیادت میں مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا سعید اسکندر اور راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل ایک وفد حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی کو ملا جس میں راقم نے حضرت مولانا کے سامنے سانحہ دوالمیال کی تفصیلات رکھیں۔ مولانا نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ گرفتار شدگان کی فہرست مجھے دے دیں تو میں اوپر بات چلاتا ہوں، تو یکم فروری کو آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کے موقع پر حضرت مولانا کی خدمت میں فائل پیش کردی گئی۔ اللہ پاک مظلوم مسلمانوں کی دستگیری فرمائیں، آمین! نیز مولانا قاری عبیدالرحمٰن انور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلہ گنگ نے ''آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس'' اسلام آباد میں سانحہ دوالمیال پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ غرض یہ کہ راقم نے مقامی مجلس سے درخواست کی کہ آپ حضرات ۲؍فروری کو کوئی مشترکہ پروگرام رکھ لیں۔ راقم نے بتلایا کہ اس وقت مرکزی آل پاکستان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں سانحہ دوالمیال کا بھرپور تذکرہ کیا گیا۔ پروگرام کا پریس ریلیز جو ندیم یعقوب نے تیار کیا پیش خدمت ہے:

پریس ریلیز:

۲؍فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات جامع مسجد سیّدہ عائشہ صدیقہ تلہ گنگ روڈ چکوال شہر میں جمعیت اہلسنت والجماعت ضلع چکوال کی طرف سے منعقدہ علماء کنونشن میں علماء کرام اور مذہبی، سیاسی، سماجی، تاجران برادری کے نمائندگان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سانحہ دوالمیال پر سیر حاصل بحث کی گئی۔ مسجد مینار والی جو تاحال سیل ہے اسے سول عدالت کے فیصلہ تک سیل ہی رکھنے کا مطالبہ کیا گیا۔ کنونشن میں متعدد قرار دادیں بھی پیش کی گئیں۔

اس کنونشن میں صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا عتیق الرحمٰن، مفتی محمد معاذ، مولانا یاسر عمران، ندیم یعقوب فاروقی، مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، مولانا خالد زبیر، مولانا محمد فیاض فاروقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد نواز نقشبندی، قاری اسد عرفان، مولانا عبدالسلام نقشبندی، مولانا محمد کامران، حافظ عبدالقدیر، مولانا عبیدالرحمٰن انور، قاری زبیر احمد اعوان، مفتی شیر خان، مولانا قاری نور محمد، مولانا قاری عمر عثمانی، مفتی اسد محمود، مفتی محمد اشرف غزنی، مولانا رب نواز، مولانا صابر حنیف، مولانا قاری کریم بخش، مفتی تنویر احمد ڈھونال، مولانا محمد امین، حاجی دوست محمد، مولانا علی خان، جمعیت علماء پاکستان کے وفد میں ڈاکٹر عبدالواحد الازہری، علامہ بدرالاسلام ہاشمی، محسن ملک، جماعت اسلامی کے وفد میں ڈاکٹر حمید اللہ ملک اور ملک افتخار احمد، جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمود الحسن غضنفر، عوامی تحریک کے توقیر احمد اعوان، ساجد اعوان، ظہیر مغل نے شرکت کی۔

آج ہونے والے علماء کنونشن میں ضلع بھر سے علماء کرام بالخصوص تحصیل تلہ گنگ تھل لدوہ، تحصیل چوآسیدن شاہ، تحصیل کلرکہار اور تحصیل چکوال کی تمام مذہبی جماعتوں اور ضلع بھر کے ہر گاؤں سے علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔

قراردادیں:

آج مورخہ ۲؍فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات جامع مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ چکوال شہر میں منعقدہ علماء کنونشن میں منظور کی گئی قراردادیں درج ذیل ہیں:

۱:... مینار والی مسجد دوالمیال کو عدالت کے فیصلہ تک سیل رکھا جائے اور اسے کسی بھی طور پر قادیانیوں کے حوالہ نہ کیا جائے۔

۲:... اڈیالہ جیل میں قید اسیران دوالمیال کو سہولیات فراہم کی جائیں اور انہیں کسی قسم کا ذہنی ٹارچر نہ کیا جائے کہ قادیانیوں سے صلح کرلیں۔

۳:... نعیم شفیق شہید کے ورثا کی طرف سے دائر درخواست پر ایف آئی آر درج کی جائے، جس پر سیشن جج کی طرف سے احکامات بھی جاری ہوچکے ہیں۔

۴:... دوالمیال کیس کا فیصلہ اہلیان دوالمیال پر چھوڑا جائے اور سیاسی جماعتیں اور قائدین اس ایشو پر سیاست، مداخلت، منافقت نہ کریں۔

۵:... جن لوگوں کو جے آئی ٹی بے گناہ قرار دے چکی ہے، انہیں فی الفور رہا کیا جائے۔

۶:... ایف آئی آر میں درج قادیانیوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

۷:... جے آئی ٹی نے قتل کے ملزم کے بیان پر ملزم تبدیل کرکے مقدمہ قتل کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے، اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اصل قاتل پر ہی مقدمہ برقرار رکھا جائے۔

۸:... مورخہ ۳؍دسمبر ۲۰۱۶ء سے تھانہ صدر چکوال میں دی گئی درخواست برائے شعائر اسلام کی توہین پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ مقدمہ درج کرکے کارروائی کی جائے۔

۹:... تحفظ ناموس رسالت ایکٹ میں کسی قسم کی ترمیم ناقابل برداشت ہے، اس سلسلہ میں کل ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کے اعلامیہ کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔

۱۰:... آل پارٹیز کانفرنس میں جو حکومت کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دی گئی ہے، اس کی تائید کرتے ہیں۔

☆☆..............☆☆

بقیہ:...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار

پیر صاحب گولڑہ نے امام آخرالزماں کے مقابلہ میں فرار اختیار کیا، آسمانی نشان نے مولویوں اور پیروں کی شیخیوں کو کچل دیا، مسیح موعود کی الہامی بشارات صحیح ثابت ہوئیں۔

حالانکہ لاہور کے درودیوار اور اہلیان لاہور بچشم خود دیکھ رہے تھے کہ پیر صاحب تشریف لا چکے ہیں، جبکہ مرزا قادیانی مقابلہ میں آنے سے کترا رہا ہے۔ نیز حضرت پیر صاحب نے مرزا قادیانی کے تفسیر قرآن لکھنے کے چیلنج پر یہ بھی فرمایا کہ:

”علماء کرام کا اصل مقصود اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے، فخر و تعلّی مقصود نہیں ہوتا، ورنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔“ (اس میں اپنی طرف اشارہ تھا)۔ (مہر منیر)

حضرت پیر صاحب نے ۲۴ تا ۲۹؍اگست لاہور میں قیام فرمایا، لیکن مرزا مقابلہ پر نہ آیا اور بعد میں مرزا قادیانی نے کہا:

”میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا، مگر میں نے سنا کہ پشاور کے اکثر جاہل سرحدی (پٹھان) پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسے ہی لاہور کے سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔“

غرض یہ کہ مرزا قادیانی حضرت پیر صاحبؒ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرسکا۔

☆☆..............☆☆

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حافظ عبدالغفور

یہ دنیا فانی ہے۔"کل من علیہا فان" اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔"ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔"

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے: "کل نفس ذائقۃ الموت۔" لیکن کچھ لوگ جب اس دنیا سے جاتے ہیں تو ان کے جانے سے جو صدمہ پہنچتا ہے وہ مدتوں باقی رہتا ہے، ایسی شخصیات میں سے ہمارے حضرت مولانا سائیں عبدالواجد رحمہ اللہ بھی ہیں، جن کے جانے سے ہم یتیم ہوگئے اور خیر کثیر سے محروم ہوگئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

آپ توحید پرست، متبع سنت، عالم دین اور مرشد ا، حدین تھے، آپ اعلیٰ کردار وصفات کے حامل تھے۔ صبر، توکل، خشیت الٰہی، عاجزی وانکساری جیسی اعلیٰ صفات آپ کی گھٹی میں شامل تھیں، آپ کی مجلس میں حاضری سے وہ ایمانی کیفیات حاصل ہوتی تھیں کہ اب جن کا تصور بھی مشکل ہے۔

آپ ہمیشہ توحید، اتباع سنت اور فکر آخرت کا درس دیتے رہے۔ آپ کی مجلس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے۔ علماء، طلباء، عوام وخواص، دین دار و دنیا دار وغیرہ۔ آپ کی گفتگو سب کے لئے یکساں مفید ہوتی تھی۔

آپ علماء، طلباء سے خصوصی محبت فرماتے تھے اور علماء اور طلباء کی خصوصی تربیت بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کی خدمت میں ایک عالم دین آئے، آپ نے ان سے حسب معمول تعارف پوچھا وہ اپنے متعلق بتانے لگے، تعارف کے ضمن میں بتایا کہ میں عالم ہوں، ان کے سر پر عمامہ نہ تھا، چنانچہ اس موقع پر آپ نے اتباع سنت پر مدلل گفتگو فرمائی اور حدیث مبارک کی روشنی میں عمامہ باندھنے کا صحیح طریقہ سکھلایا۔ کیونکہ آپ فنافی اللہ کے ساتھ ساتھ فنا فی الرسول بھی تھے۔ آپ کا لباس، اٹھنا، بیٹھنا، گفتگو، معاملات، وضع قطع، سنت کے مطابق تھا۔

راقم الحروف کو الحمدللہ! بچپن سے حضرت کی مجلس میں حاضری کا شرف حاصل رہا، عام طور پر بڑے لوگوں سے اپنے یا قریبی رشتہ دار ناراض رہتے ہیں، لیکن الحمدللہ! ہمارے حضرت ہر دلعزیز اور محبوب ترین شخصیت تھے۔

احقر کے ساتھ ایک شفقت بھرا واقعہ پیش آیا، کہ جب میرا قرآن مجید حفظ مکمل ہوا تو میں حضرت کی خدمت حاضر ہوا، آپ نے حسب معمول تعارف پوچھا: میں نے عرض کیا: عبدالغفور بن حافظ سیف الرحمٰن، فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: زیارت اور دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں اور قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور مبارکباد دی اور حفظ قرآن کی فضیلت پر احادیث مبارکہ کی روشنی میں بہت دل نشین گفتگو فرمائی، اس کے بعد تفصیلی دعا فرمائی اور قرآن مجید یاد رکھنے کی تاکید فرمائی اور ایک عمل حفظ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا اور وہ دعا خود لکھ کر دینے لگے، لیکن گاڑی آگئی چونکہ آپ نے سفر پر جانا تھا، لہٰذا وہاں موجود ایک شخص جو غالباً عالم تھے ان کو اپنا قلم دیا اور لکھ کر دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے لکھ کر دی، وہ دعا اب بھی احقر کے پاس محفوظ ہے۔ میں ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ذکر سکھائیں اور اس کی اجازت عنایت فرمائیں، آپ بہت خوش ہوئے، آپ نے کلمات توبہ پڑھا کر اور کچھ ذکر سکھا کر اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

آخری بار جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم تھا، لوگ بہت دور دور سے آئے ہوئے تھے، گرمی بھی شدید تھی اور حضرت کی طبیعت بھی ناساز تھی، اس وجہ سے میں حضرت کی زیارت کر کے بغیر ملاقات کے واپس ہوا کہ بعد میں دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا، لیکن کیا خبر تھی کہ یہ زندگی کی آخری زیارت ہوگی، اس کے بعد دوبارہ ہالیجی شریف جانا ہوا، لیکن ملاقات اور زیارت سے مشرف نہ ہو سکا۔

۲۰ صفر ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ء کو میری طبیعت میں عجیب بے چینی پیدا ہوئی، بغیر کسی سبب کے یعنی کوئی سبب معلوم نہ ہو سکا، لیکن اگلے روز جب میں نے کسی ضرورت کے پیش نظر موبائل کھولا تو برادر کبیر محترم عبدالصبور صاحب کا فون آیا، انہوں نے بتایا کہ حضرت والا کا کل انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے موبائل بند ہونے کی وجہ سے اطلاع نہ دے سکا۔ اس وقت کی کیفیت تو بیان نہیں ہو سکتی لیکن اب ان سطور کو لکھتے ہوئے بھی دل بہت غمگین و پریشان ہے، ان کے جانے سے ہم انتہائی شفیق مرشد و مربی اور جید عالم دین سے محروم ہوگئے۔ حضرت والاؒ کو دیکھ کر یقیناً اللہ یاد آتا تھا۔ ☆☆

سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ

رپورٹ:مولانا محمد اویس

سیالکوٹ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۳؍جنوری کو ایک روزہ تبلیغی دورہ پر سیالکوٹ تشریف لائے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈویژنل مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، مفتی محمد داؤد اور محمد عابد نے ان کا خیر مقدم کیا۔

مفتی محمد داؤد سے اظہار تعزیت: مفتی محمد داؤد جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید اور مجلس کے خدام میں سے ہیں۔ ’’اوگوکی‘‘ سیالکوٹ میں بنین کا، بنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد حضرت حکیم العصرؒ نے رکھا۔ گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے آپ کے سسر اور ساس انتقال کر گئے۔ مولانا شجاع آبادی نے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

دفتر میں تشریف آوری: تعزیت سے فارغ ہو کر دفتر مجلس متصل بنوریؒ مسجد ہادی ٹاؤن میں تشریف لائے۔ تھوڑی دیر آرام کیا، پھر مولانا فقیر اللہ اختر اور محمد اویس کی معیت میں پسرور کے لئے روانہ ہوگئے۔

جمعہ کا خطبہ: قاری غلام فرید نقشبندی مدظلہ کے فرزندان گرامی مولانا محمد طیب فرید و دیگر حیات القرآن کے نام سے مدرسہ اور فاروق اعظمؓ کے نام سے مسجد تعمیر کر رہے ہیں، وہاں مولانا شجاع آبادی نے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مدرسہ حیات القرآن: سائیں محمد حیات پسروریؒ کے نام پر بنایا گیا ہے، سائیں حیات نے تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے لئے بیش بہا قربانیاں دیں، قید و بند کی صعوبتوں کو خوش دلی سے برداشت کیا۔ پنجابی زبان کے فی البدیہہ شاعر تھے۔ احرار راہنما اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین جو خطاب فرماتے سائیں حیات فی البدیہہ اسے پنجابی زبان میں نظم کی شکل میں دھراتے۔ بہت دلچسپ انسان تھے۔ اللہ پاک مغفرت فرمائیں۔ آمین۔

قاری غلام فرید اعوان سے ملاقات: قاری غلام فرید نقشبندی اعوان، پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے مسترشدین میں سے ہیں۔ اس نسبت سے نقشبندی لکھتے ہیں، پسرور شہر کے خورد و جوان ان کے شاگرد ہیں۔ مولانا کی معیت میں حضرت قاری صاحب کی زیارت و عیادت کی اور ان سے دعائیں لیں۔

دارالعلوم پسرور میں حاضری: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز، حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ حق گو، جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ اصلاً ’’وہوا تحصیل تونسہ شریف‘‘ ضلع ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ پسرور کی شاہی مسجد میں ایک عرصہ تک گرجتے اور برستے رہے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، سن کر دو دن بعد ۹؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو انتقال فرمایا۔ مولانا رشید احمد پسروریؒ آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ موصوف اپنے والد محترم کی طرح صلاح و تقویٰ کا پیکر تھے۔ اللہ پاک نے انہیں جرأت و ہمت کا مرقع بنایا۔

پرویز مشرف کے دور میں جب عسکری اور کچھ دیگر جماعتوں پر پابندی لگی اور ملک بھر سے کارکن اور متحرک علماء کرام گرفتار کئے گئے تو ان میں مولانا رشید احمد پسروریؒ بھی تھے۔ حکومت کی طرف سے ایک پرفارمہ تمام گرفتار شدگان کو دیا گیا، جس میں تحریر تھا کہ میرا فلاں فلاں تنظیموں میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، بہت سارے حضرات نے دستخط کر دیئے، جب حضرت مفتی رشید احمد کو پرفارمہ دیا گیا تو آپ نے یہ لکھ کر دستخط کر دیئے کہ میرا علماء دیوبند کی تمام تنظیموں کے ساتھ تعلق ہے۔ قدرت خداوندی کہ وہ فارم کہیں فائلوں کے ڈھیر میں پھنس گیا۔ معافی نامہ پر دستخط کرنے والے بعد میں رہا ہوئے، حضرت مفتی رشید احمد پسروریؒ پہلے رہا ہوئے۔ اللہ پاک نے انہیں نرینہ اولاد سے سرفراز فرمایا۔ مولانا محمد بلال، مولانا محمد لقمان اور مولانا محمد عثمان، مولانا عثمان غنی نے دارالعلوم پسرور کے نام پانچ کنال پر مشتمل جگہ خرید کر مسجد اور مدرسہ کا آغاز کیا۔ مدرسہ کے کچھ کمرے تعمیر ہو چکے ہیں اور وسیع و عریض مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے تو ان کی فرمائش پر دعا کے لئے مولانا شجاع آبادی اپنے رفقا سمیت تشریف لے گئے اور عصر کی نماز دارالعلوم میں ادا کی۔

(باقی صفحہ 27 پر)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کا

اکابرین دعوت وتبلیغ سے تعلق

مولانا محمد رضوان اقبال ڈیروی

حضرت شیخ رحمہ اللہ اپنے زمانے کی وہ عظیم شخصیت تھے، جنہوں نے اپنے علم وعمل، زہد وتقویٰ اور اخلاص وللٰہیت میں قرونِ ثلاثہ کی یاد تازہ کردی، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ہر صفت وخوبی ایسی تھی کہ اس کو واضح کرنے کے لیے چند اوراق پر مشتمل مضمون کفایت نہیں کرسکتا، بلکہ مستقل تصانیف ہی اس ضرورت کو کما حقہ پورا کرسکتی ہیں، اور ایسا ہوگا بھی، ان شاء اللہ۔

تاہم حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ایک بڑی خوبی جس نے آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کو نہ صرف چار چاند لگادیے، بلکہ آپ کو آپ کے معاصرین سے نہ صرف بہت آگے بڑھادیا، بلکہ ایک ممتاز مقام پر بھی فائز کردیا، وہ آپ رحمہ اللہ کا سلیم الصدر اور وسیع الظرف ہونا تھا، اسی خوبی کی وجہ سے جو فرد، شخصیت یا جماعت کسی طرح بھی اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی اور دین متین کی حفاظت واشاعت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہوتی، حضرت رحمہ اللہ نہ صرف اس کی کوششوں کی قدردانی فرماتے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ آپ کی اسی خوبی کی وجہ سے تمام دینی ومذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین وزعماء آپ کو اپنا قائد ومقتدا سمجھتے تھے اور اس کے نتیجے میں آپ رحمہ اللہ ان قائدین کے دلوں پر راج کرتے تھے۔

ان چند سطور میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کا دعوت وتبلیغ کے اکابر کے ساتھ جو شفقت اور سرپرستی والا معاملہ تھا اس کے چند آنکھوں دیکھے واقعات اور حضرت شیخ رحمہ اللہ جو اپنی مصروفیات کثیرہ اور پیرانہ سالی کے باوجود تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرتے تھے، اس کے چند احوال کا ذکر کیا جائے گا۔

۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۵ء کراچی اجتماع میں شرکت وخدمت کے لیے رائیونڈ سے شیخ الحدیث مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کراچی تشریف لائے تو حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں بغرضِ دعا حاضر ہوئے، اور عرض کیا! حضرت آپ اجتماع میں تشریف لائیں، آپ کا محض تشریف لے آنا ہمارے دس بیانات کرنے سے زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہوگا۔ اس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”یہ تو آپ لوگوں کا میرے بارے میں حسنِ ظن ہے، ورنہ میں تو اجتماع میں اس لیے شریک ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس شرکت کی وجہ سے میری مغفرت فرمادے۔“

اسی طرح ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۰۱۶ء میں کراچی کے تبلیغی اجتماع میں جب رائیونڈ سے شیخ الحدیث مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کراچی تشریف نہ لاسکے، بلکہ اس سال امیر جماعت محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی اپنی بیماری ودیگر اعذار کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے تو اس بار کراچی مرکز کی مسجد والے احباب اجتماع کی کامیابی کے لیے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس دعا کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے اور دعا کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کی کہ ”حضرت! اس بار محترم حاجی عبدالوہاب صاحب اور مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ بوجہ بیماری ودیگر اعذار اجتماع میں تشریف نہیں لارہے اس لیے اس بار آنجناب ہی ہماری سرپرستی فرمائیں۔“

تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”بھائی! کوئی آئے یا نہ آئے، میں تو آؤں گا، یہ میرا اپنا کام ہے۔“ اس جواب کو سن کر کی مسجد والے بہت زیادہ مسرور حالت میں مجلس سے رخصت ہوئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ مفتی محمد راشد ڈسکوی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی) کی زبانی سنا، جس کے چشم دید گواہ وہ خود ہی ہیں کہ ایک سال کراچی اجتماع میں جب محترم حاجی عبدالوہاب صاحب زید مجدہم بھی اجتماع کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ بھی اجتماع میں تین دن کے لیے حویلی میں ہی مقیم تھے تو ایک دن مشورے والی جگہ میں نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی محترم حاجی عبدالوہاب صاحب زید مجدہم نے اپنی وہیل چیئر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے کمرے کی طرف لے جانے کا اشارہ فرمایا، چنانچہ حاجی صاحب کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے کمرے میں لے جایا گیا تو چشمِ فلک نے اپنے زمانے کی دو عظیم ترین شخصیات کی باہمی ملاقات پر تواضع وعاجزی کے وہ مناظر دیکھے کہ اللہ اکبر!

آپس کی سلام ودعا اور خیریت وعافیت کے بعد دونوں حضرات کچھ دیر تک خاموش بیٹھے رہے، پھر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے حاجی صاحب زید مجدہ سے فرمایا: ”حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرمادے۔“ اس پر حضرت حاجی صاحب زید مجدہ نے فرمایا: ”آدمی اپنی زندگی جس کام میں گزارتا ہے، اس کی موت بھی اسی پر آتی ہے۔“ حضرت شیخ رحمہ اللہ حاجی صاحب زید مجدہ کی بات صحیح سے سن اور سمجھ نہ سکے تو قریب بیٹھے کسی شخص سے دریافت کیا کہ حاجی صاحب نے کیا کہا ہے؟ تو اس پر مولانا عبید اللہ خورشید صاحب زید مجدہ نے حضرت حاجی صاحب زید مجدہ کی بات کی وضاحت کرتے ہوئے قدرے بلند آواز میں

کہا کہ: ”حضرت حاجی صاحب زید مجدہ اس حدیث کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جس میں آتا ہے کہ آدمی جس طرح اپنی زندگی گزارتا ہے اسی طرح اس کی موت آتی ہے۔“ یہ بات سن کر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے تھوڑا سا ہاتھوں سے اشارہ کیا، گویا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کررہے ہوں کہ اے اللہ! تو گمانوں کے مطابق فیصلہ کردے۔ اس کے بعد پھر کچھ دیر تک خاموشی چھائی رہی، پھر حضرت حاجی صاحب زید مجدہ نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے دعا کرنے کو کہا تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے دعا کے ہاتھ اٹھا دیئے اور سراً دعا کرتے رہے، اس کے بعد حاجی صاحب زید مجدہ اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔

اس کے بعد حضرت حاجی صاحب زید مجدہ کے ساتھ ہی مفتی محمد راشد ڈسکوی حفظہ اللہ بھی حاجی صاحب کے کمرے میں چلے گئے اور وہاں موقع ملتے ہی حاجی صاحب زید مجدہ کو دبانے لگے، غیر مانوس ہاتھوں کا لمس محسوس ہوتے ہی حاجی صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو ان کے خادم مولوی عبدالغفار سلمہ نے بتایا کہ حضرت! یہ رائیونڈ مرکز کے فاضل ہیں، اور اب جامعہ فاروقیہ کراچی میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس کی ان کی بخاری شریف کی شرح ”کشف الباری“ پر تحقیقی کام کررہے ہیں، یہ سن کر حضرت حاجی صاحب زید مجدہ نے بے ساختہ فرمایا: کہ بھائی! حدیث کی مشغولیت تو بہت مبارک ہے، اللہ قبول فرمائے اور مولانا سلیم اللہ خان تو بڑے اللہ والے ہیں، وہ تو بڑے اللہ والے ہیں۔

ایک بار غالباً ۱۴۳۱ھ میں رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں حضرت شیخ رحمہ اللہ بنفس نفیس تین ایام کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، قیام حویلی میں ہی تھا، جس صبح اجتماع گاہ میں علمائے کرام کے لیے بیان کا حلقہ لگنا تھا، اس سے گزشتہ رات حضرت مولانا محمد احمد لاٹ صاحب اور مولانا احسان الحق صاحب زید مجدہم حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے اور اگلے دن علمائے کرام کے حلقے میں تشریف آوری اور سرپرستی کی درخواست کی، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے شرکت کی حامی بھر لی، اگلے دن حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب زید مجدہ علمائے کرام میں بیان شروع کرچکے تھے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ اس حلقے میں تشریف لے آئے تو مولانا احمد لاٹ صاحب زید مجدہ نے بات روک دی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ آپ بیان کریں، تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بیان کرنے سے انکار کردیا اور انہیں فرمایا کہ آپ بات جاری رکھیں اور خود منبر پر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس ہی تشریف فرما ہوگئے۔ مولانا احمد لاٹ صاحب زید مجدہ نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ سے دعا کروانے کی درخواست کی، لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اس سے بھی انکار کردیا کہ نہیں دعا بھی آپ ہی کروائیں، اس پر مولانا احمد لاٹ صاحب زید مجدہ نے بے حد اصرار کرتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ نہیں حضرت! دعا تو آپ ہی کروائیں گے اور اٹھ کر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ہاتھوں کو دعا کے انداز میں اٹھا دیا۔ اس محبت بھرے اصرار کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کا دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا تھا کہ علمائے کرام اور باقی مجمع پر حضرت شیخ رحمہ اللہ کی روحانی و باطنی کیفیات اور توجہات سے کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ہر آنکھ اشکبار ہوگئی، سسکیوں اور آہ و بکا کی آوازیں فضا میں بھونچال پیدا کررہی تھیں اور آنسوؤں کی لڑیاں رخساروں سے بہہ کر داڑھیوں کو تر کرتی ہوئیں زمین کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھیں، اس وقت مجمع پر حضرت شیخ رحمہ اللہ کی روحانیت کا کچھ ایسا غلبہ تھا کہ ہر شخص اس کو بہت واضح انداز میں محسوس کررہا تھا، پھر بعد میں ایک لمبا عرصہ اس مجمع میں شریک علمائے کرام سے ان روحانی کیفیات کا تذکرہ سننے میں آتا رہا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ اگرچہ اب ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں، لیکن حضرت رحمہ کی زندگی، آپ کے علمی و عملی کارنامے ان شاء اللہ تا قیامت آنے والی نسلوں کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وہ اپنی ذات سے خود انجمن تھے
اگر صحرا میں تھے تو پھر بھی چمن تھے

بقیہ.....سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ

مولانا رشید احمد پسروریؒ بھی ایک عرصہ تک شاہی مسجد کے خطیب رہے۔ ۱۸/ مارچ ۲۰۰۳ء کو انتقال فرمایا۔ اللہ پاک پسروری خاندان کے خورد و کلاں کو آپس میں اتحاد و اتفاق اور پیار و محبت سے رکھیں۔

منڈے کی گورائیہ کی جامع مسجد ختم نبوت میں مولانا عبدالحمید مانسہروی کی دعوت پر مغرب کی نماز کے بعد آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کے مطالبات پر مشتمل مختصر بیان کیا۔

موسیٰ والا ختم نبوت کانفرنس: جامع مسجد ختم نبوت موسیٰ والا ڈسکہ میں عشاء کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کے شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق نے کی۔ مہمان خصوصی جامعہ کے مہتمم مولانا محمد ایوب خان صفدر تھے۔ حمد و نعت معروف ثناخواں مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کی۔ علامہ نورالحسن انور اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

فرما گئے یہ ہادی ☆ ختمِ نبوۃ زندہ باد — یا اللہ مدد — اسلام زندہ باد ☆ لا نبی بعدی

جامع مسجد یوسف بنوری الہادی ٹاؤن ڈیفنس روڈ سیالکوٹ

تیسری سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

تلاوت و نعت: جناب قاری ارشد محمود صفدر صاحب، زینت القراء، گوجرانوالہ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد عارف شامی

تمام اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

22 مارچ 2017 بروز بدھ بعد نماز مغرب ان شاء اللہ

صدارت: محترم جناب حضرت صاحب پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب

خطیب ملت اسلامیہ، مقرر شعلہ بیان، فاضل نوجوان
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب حفظہ اللہ، آف کراچی
مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا حافظ احمد صدیق قاسمی صاحب

حافظ محمد قاسم اعوان صاحب، پسرور

خطیب یورپ و ایشیا، واعظ خوش الحان، مقرر شیریں بیان، مقرر ذیشان
حضرت مولانا علامہ عبدالحمید وٹو صاحب مدظلہ العالی، گوجرانوالہ

پروانہ ختم نبوۃ حضرت مولانا سید علی رضا شاہ صاحب، سیالکوٹ

جناب سید محبوب احمد گیلانی صاحب

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب

مجاہد اسلام جناب رانا حافظ محمد خلیق خان صاحب پسروری

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سیالکوٹ

0321-8416625
0300-8411525